ہیں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جو حالات ہمارے سامنے ہیں کہ انسان خود انسان کے خون کا پیاسا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان کو کن الفاظ سے تعبیر کریں؟ وحشت اور درندگی کا لفظ بھی کافی نہیں، بلکہ سچ یہ ہے کہ وحشت اور درندگی اس حالت سے شرم کر رہی ہے، شیر اور بھیڑیا جو سب سے زیادہ وحشت ناک درندے مانے جاتے ہیں وہ دوسرے جانوروں کا خون چوس کر زندگی کی پیاس بجھاتے ہیں لیکن اپنے بچوں کو وہ بھی نہیں پھاڑتے — یہ حضرت انسان ہیں کہ خود اپنے ہم جنس بچوں، عورتوں اور کمزور انسانوں کو ذبح کرتے ہوئے نہیں شرماتے، عوام کی وحشت اور درندگی کا علاج حکومت کا فرض ہے لیکن اس کا کیا علاج، جب معالج خود، اور امن کے ذمہ دار وحشت زدہ ہو جائیں۔

(مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی قدس سرہٗ)

۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ

احادیث الرسول

دین کے اہم کام ——— نماز اور جہاد

ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ۔

ترجمہ: اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں تجھے نیک عمل کی جڑ، ستون اور اس کی چوٹی کی چیز سے مطلع نہ کر دوں؟ میں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ!" آپ نے فرمایا نیک عمل کی جڑ اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی کی چیز جہاد ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آنحضرتؐ خود ہی فرماتے ہیں کیا میں تجھے نیک عمل کی جڑ، اس کا ستون اور اس کی چوٹی بھی نہ بتلا دوں؟ پھر آپؐ نے فرمایا نیکی کی مثال ایک عمارت کی سی ہے۔ جس کی بنیاد بھی ہے، ستون بھی اور چھت بھی ہے۔ جو شخص عمارت تعمیر کرتا ہے تو اس کی بنیادیں پختہ رکھتا ہے، اس کے ستون مضبوط بناتا ہے اور چھت بھی اچھی ڈالتا ہے، اس کی عمارت پائیدار ہوتی ہے اسی طرح اسلام کی بنیاد بھی ہے، ستون بھی ہیں اور چھت بھی۔ جس کی پختگی سے اسلام پختہ ہوتا ہے۔ اللہ کے سچے راستے کی جڑ اسلام ہے، یعنی اللہ کا، اس کے نبیوں، کتابوں اور یوم آخر کا زبان سے اقرار کرنا۔

مسلمان اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں کی تعلیمات، اللہ کی کتابوں کے احکام اور آخرت کی بازپرس کے خوف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی کو سچے اصول پر ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے اعمال کی جڑیں اور بنیادیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اس بنیاد پر عمارت قائم کرنے کے لیے ایک مضبوط ستون کی ضرورت ہے اور یہ ستون نماز ہے۔ مسلمان نماز کا پابند ہو کر اجتماعی زندگی کے سنوارنے میں مدد دیتا ہے۔ نماز قائم کرنے سے قوم کے روگ، بیماریاں اور نقائص دور ہوتے ہیں)۔ نئی روح، نئی زندگی، نیا جوش پیدا ہوتا ہے۔

اب اس عمارت کو مکمل کرنے یعنی دین کے کمالات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ جہاد ہے یعنی قوم کی زندگی کو ہر پہلو سے مکمل کرنے کے لیے مسلسل جد و جہد کرنا، دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینا اور جان و مال کی قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہنا۔

یہ ہے اسلام کی عمارت کی بنیاد، اس کے ستون اور اس کی چھت۔

● حضرت ابوالحسن نوریؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہم عصر تھے۔ ایک مرتبہ تمام بغداد میں مشہور ہو گیا کہ آپ بدعتی ہیں۔ خلیفہ وقت نے قاضی کو حکم دیا کہ آپ کے عقائد کا امتحان لے۔ قاضی نے دربار میں بلا کر آپ سے پوچھا۔ اگر کسی شخص کے پاس بیس روپے ہوں تو وہ کتنی زکوٰۃ دے۔ آپ نے جواب دیا ساڑھے بیس روپے۔ قاضی نے پوچھا۔ وہ کیسے؟ آپ نے جواباً کہا —— حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سنت یہی ہے کہ گھر میں اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا جائے۔ قاضی نے ساڑھے بیس روپے کی وضاحت چاہی تو آپ نے جواب دیا کہ آٹھ آنے جرمانہ ہے کہ بیس روپے کیوں جمع رکھے گئے۔

● حضرت جنیدؒ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ جب اللہ دل میں بس جائے۔

ہفت روزہ
خدّام الدین
لاہور

جلد ۲۷ ❖ شمارہ ۱۰
۳ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ ❖ ۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

—— رئیس الادارہ ——
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
—— مدیر منتظم ——
مولوی محمد اجمل قادری
—— مدیر ——
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۱۰
	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱٫۵۰

پبلشر مولانا عبیداللہ انور [illegible] لاہور

۶ ستمبر

۱۶ برس پہلے کی بات ہے کہ ۶ ستمبر کو اچانک وطن عزیز پر شدید حملہ کر دیا گیا۔ ایوب خان کا دورِ حکومت تھا وہ جو کچھ بھی تھے تھے لیکن ایک منجھے ہوئے سپاہی اور فوجی ضرور تھے انہوں نے غیرت مند قوم پر اس حملہ کا سختی سے نوٹس لیا۔ قوم سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔ ہمارے عزیز فوجیوں نے کمال درجہ پامردی اور بہادری کا مظاہرہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ حملہ آور بھارت کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ میں نے جس قوم کو للکارا ہے اس کی رگوں میں دینی غیرت و حمیت ہنوز موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری امداد فرمائی اور ہم بہت بڑے امتحان سے بچ گئے۔

۶ ستمبر ہر سال اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ اس دن اپنے فوجی اور سول شہدار کی ارواح کو خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اور ملک کی حفاظت کا عہد دہرایا جاتا ہے ——— وہ شہدار ہمارے یقیناً محسن تھے اور ہمیں امید قوی ہے کہ ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ رہیگی نہ صرف یاد بلکہ ان کا جذبۂ ایثار بھی۔

ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت نہ صرف پاکستان کے چاروں طرف خطرات منڈلا رہے ہیں بلکہ بیت المقدس سے افغانستان تک بہت سے مسائل ہیں جو ہمیں دعوت دے رہے ہیں کہ ہم اپنا محاسبہ کر کے ماضی کی غلطیوں کی تلافی کریں اور مستقبل کی فکر۔ جدید اسلحہ کی صنعت میں خود کفالت اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کہ یہ نماز روزہ کی طرح کا ہی ایک فرض ہے۔ اس کے لئے عالمِ اسلام کو سر جوڑ کر سوچنا چاہیئے، دولت مند ملک دولت اس مصرف پر خرچ کریں تو دوسرے ممالک کارکن مہیا کریں ——— اس تعاون کے بعد اس مسئلہ کا حل کوئی مشکل نہیں۔ دینی غیرت و حمیت کا

قوم میں پیدا کرنا بڑا ضروری ہے فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والے تمام اداروں پر یک قلم پابندی ہو اور راگ و رنگ کی محفلیں یکسر بند کر دی جائیں۔ بچیوں کی تربیت اس انداز سے ہو کہ وہ مستقبل میں بہادر اور غیرت مند مائیں ثابت ہوں اور ان کی گودوں میں پلنے والے بچے قرونِ اولیٰ کے مسلمان مجاہدین کی یاد تازہ کر سکیں ہر بالغ کے لئے فوجی ٹریننگ لازمی قرار پائے اور فوج کی توجہ زیادہ سے زیادہ اپنے فرائض کی طرف ہو ہم پر صرف اپنے ملک کی حفاظت و استحکام کا فرض عائد نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے دنیائے اسلام کا ہر مسئلہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے ۶ر ستمبر کو ان باتوں کے اہتمام کے لئے ٹھوس پروگرام سامنے آسکے تو ملک و قوم کا بھلا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شہدائے ۶۵ء کی ارواح کو سکون و طمانیت کے ساتھ بلند درجات نصیب فرمائے اور ہمیں ان کی غیرتِ دینی نصیب ہو۔

علوی

بددیانتی اور بدعنوانی

نامزد پنجاب کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے ـــــ یہ سطریں سامنے آئیں گی تو اجلاس ختم ہو چکا ہوگا اور ممبران اپنے گھروں کو سدھار چکے ہوں گے۔ اس اجلاس کے دوران جو بات محسوس ہوئی وہ یہ ہے کہ مختلف ممبران نے بطور خاص سرکاری محکموں کی کارکردگی کا سخت نوٹس لیا اور ان میں ہونے والی بدعنوانیوں، بددیانتیوں اور وقت و مال کے ضیاع کی طرف حکومت کو توجہ دلائی۔

صوبہ کے دھیمے مزاج گورنر نے بذاتِ خود یہ سب کچھ سنا۔ اور بہت سی شکایات کو مبنی برحق قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات یہ ہے کہ کئی ایک وزراء نے شکایات کو جائز سمجھ کر وعدے وعید کئے اور اس بات کو تسلیم کیا کہ بددیانتی اور بدعنوانی ہمارے رگ و ریشہ میں سما چکی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ وطنِ عزیز کے آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑے صوبہ کے اس اہم ادارہ میں گورنر اور وزراء کے یہ اعترافات ہمیں یہ دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ ہم جلد از جلد اپنی اصلاح کی فکر کریں کیونکہ جس معاشرہ میں بددیانتی اور بدعنوانی اس طرح رواج پذیر ہو، اس کی بنیادیں کھوکھلی ہو کر رہ جاتی ہیں اور اس کا ڈھانچہ بہت جلد زیر و زبر ہو جاتا ہے۔

آج ہمارے سامنے بے پناہ مسائل ہیں۔ ان مسائل کا سبب سابقہ حکومتوں کی بداعمالیاں ضرور ہیں لیکن مسائل حل کرنے والے حضرات کی بے توجہی، رشوت خوری جیسے اسباب ان کی شدت کو برابر بڑھا رہے ہیں مختلف کارپوریشنیں ہیں، ان کے بے ہنگم اخراجات ہیں جو مہنگائی کا ایک سبب ہیں۔ اسی طرح تیسرے چوتھے درجہ کے ملازمین کی تنخواہیں اتنی کم ہیں کہ ان کی واجبی دال روٹی نہیں چلتی تو وہ برائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ افسرانِ بالا کو بے پناہ مراعات حاصل ہیں اور انہیں اللّے تللّوں سے فرصت نہیں ہوتی، دفاتر میں فرقہ واریت کا زہر جس تیزی سے پھیل رہا ہے وہ بھی مسائل کو الجھانے کا ایک سبب ہے۔

ہم صوبہ کے ذمہ دار اور حسّاس گورنر سے درخواست کریں گے کہ اب جبکہ کونسل کے اجلاس میں حقائق سامنے آئے ہیں تو ان کی اصلاح اسی طرح کریں جس طرح پی۔ آئی۔ اے میں اصلاح کی گئی۔ گندے خون کی صفائی ازبس لازم ہے ورنہ گندی مچھلیاں سارے جوہڑ کا سوا ستیاناس کر دیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت و حوصلہ عطا کرے اور آپ کی مساعی بارآور ہو۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: علوی

شیخ کا ادب و احترام

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

حضرت الامام لاہوری قدس سرہ کے خلیفہ اور قرآنی علوم کے ناشر حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی اس جمعرات کو حضرت المخدوم مولانا انور مدظلہ، سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضرت نے حسب معمول مجلس ذکر کرائی۔ اس کے بعد حضرت کے ارشاد سے محترم قاضی صاحب نے بہت ہی مختصر خطاب فرمایا ـــــ قاضی صاحب کے خطاب سے قبل اور بعد حضرت اقدس نے قاضی صاحب کے لئے بہت ہی دعائیں فرمائیں۔ اور فرمایا کہ قاضی صاحب حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کے انداز میں مخلصانہ خدمت قرآن میں مصروف ہیں جن میں سے خاص طور پر واہ کا درس قرآن ایک مثالی شان کا مالک ہے۔ حضرت نے دعا فرمائی کہ قاضی صاحب صحت و عافیت کے ساتھ اس خدمت میں مصروف رہیں۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ "ہمارا یہ بہت ہی اہم مرکز ہے۔ حضرت لاہوری قدس سرہ قطب الاقطاب اور ولی زماں تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد اس مرکز میں اللہ تعالیٰ کے نام کی معرفت سے لوگوں کو لذت شناس کیا ـــــ الحمد للہ تعالیٰ کہ آپ کے بعد بھی یہ مرکز رشد و ہدایت اپنی اس شان سے قائم ہے۔ ہمارے موجودہ حضرت بلاشبہ امام الہدیٰ اور ولی بن ولی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ مجاہد اور بہادر بھی ہیں۔

الغرض ہر معاملہ میں اپنے بزرگوں کے صحیح وارث اور جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ آپ ایک عرصہ سے مختلف عوارض کا شکار ہیں جن کی وجہ سے صحت بہت متاثر ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس مرکز کو آباد کئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ آپ حضرات جو یہاں آتے ہیں بڑے خوش قسمت ہیں اس حاضری کو سعادت سمجھیں اور کمال درجہ ادب و احترام سے حاضری دیں اور استفادہ کریں۔

ہمارے مخدوم حضرت امام المجاہدین مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرہ حضرت امیرالمومنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید صادق اور مخلص خادم تھے۔ ان کے شیخ نے انہیں لکھنو سے دہلی بھیجا مقصد غالباً حضرت سراج الہند شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تھی۔ سید صاحب نے اپنا گھوڑا عنایت فرمایا۔ تاکہ اس کے ذریعہ سفر کیا جا سکے۔ شاہ صاحب کو اپنے شیخ سے جو تعلق و محبت اور احترام تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ نے سارا سفر اس طرح طے کیا کہ گھوڑے کو ساتھ رکھا اور خود پاپیادہ سفر کیا۔

شیخ کی عقیدت، احترام اور محبت ازبس ضروری ہے کہ اس کے بغیر آدمی کورے کا کورا رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مرکز کو اور حضرت اقدس کو صحت و سلامتی کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

فحاشی کے رسیا لوگ خدا کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہ جاتے ہیں

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از حمد و صلاۃ :

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ . . . تا وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

صدق اللہ العلی العظیم ۔

(سورۃ نور-آیت ۱۹)

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۃ نور کی جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے وہ واقعہ افک سے متعلق نازل ہونے والی آیات میں سے ایک ہے ۔حضور نبی مکرم قائدنا الاعظم الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سفر پر تشریف لے جانے سے قبل قرعہ اندازی کے ذریعہ فیصلہ فرما کر اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو ہمراہ لے جاتے۔ غزوہ بنی المصطلق کے سفر کے موقعہ پر ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں ـــــ نبوی معمول یہ تھا کہ رفقاء میں سے ایک آدھ رفیق کو یہ ذمہ داری سونپ دی جاتی کہ وہ قافلہ سے کسی قدر پیچھے فاصلے پر رہے تاکہ قافلہ میں سے کسی کی کوئی چیز گر جائے یا اس قسم کی صورت حال پیش آ جائے تو پچھلا رفیق اسے سنبھال سکے ۔خواتین کے سفر کے لئے باپردہ انتظام کیا جاتا اور اس طرح کہ اونٹ پر جو ہودج (کجاوہ) ہوتا اس پر چادریں تان دی جاتیں۔ واپسی پر حضور علیہ السلام نے پڑاؤ ڈالا ضروریات سے فراغت کے بعد جب قافلہ رخصت ہونے لگا تو حضرت ام المومنین ہنوز ضروریات سے فارغ نہ ہوتی تھیں ۔ ساربان اونٹ کو اٹھا کر قافلہ کے ساتھ ہو لیا اور اسے احساس ہی نہ ہو سکا کہ ام المومنینؓ ہودج میں تشریف فرما نہیں ۔ خیر جب حضرت صدیقہ قافلہ کے پڑاؤ والی جگہ پہنچیں تو مختصر سے قافلہ کو موجود نہ پا کر لیٹ گئیں ۔ جس رفیق کی ڈیوٹی بعد میں آنے کی تھی وہ جب پہنچے تو اس کیفیت کو دیکھ انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا ۔ اپنا اونٹ بٹھا کر ایک طرف ہو گئے ۔حضرت ام المومنینؓ اس میں سوار ہو گئیں ۔ اور انہوں نے اونٹ کو اٹھا کر چلتا کیا جو اگلی منزل پر قافلہ سے مل گیا ۔عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا وہ اسلام، پیغمبر اسلام اور صحابہ و ازواج نبی کی دشمنی میں اپنی مثال آپ تھا ـــ مشکل یہ تھی کہ وہ کم بخت ظاہرداری کو کلمہ بھی پڑھتا تھا ۔اس لئے اس کے خلاف سخت اقدام اٹھایا نہیں جاتا ورنہ اس کی حرکات ایسی تھیں کہ بہت سے حضرات جن میں خود اس کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی تھے جو بڑے مخلص مسلمان تھے ۔اس کے قتل کی رائے دیتے تھے ۔ اس بدبخت نے اس واقعہ کی بناء پر حضرت ام المومنین کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا۔ ستم یہ ہوا کہ چند مخلص مسلمان اس پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے ۔ سرکار دو عالم علیہ السلام کے لئے یہ ایام بڑی تکلیف کے تھے حضرت عائشہ الگ رو رو کر پریشانی کے عالم میں مبتلا تھیں مخلص مسلمان اپنی جگہ دکھ کا شکار ـــــ اس دوران حضور علیہ السلام نے بعض دوسری ازواج مطہرات اور قریبی رفقاء سے مشورے بھی کئے ۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ جس مالک الملک کے حکم و اشارہ سے یہ نکاح کئے گئے ہیں اسی کے حکم و اشارہ کا انتظار کیا جانا چاہیئے سوا ماہ بعد وحی نازل ہوتی جس میں سورۃ نور کی آیات ۱۱ سے ۲۶ تک نازل ہوئیں ۔ یہ آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہ نازل ہوئیں۔ حضرت ام المومنین چند دن پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ السلام کی اجازت سے اپنے میکے تشریف لے گئی تھیں ۔حضور علیہ السلام اسی معاملہ میں گفتگو اور مشورت کی غرض سے ادھر تشریف لے گئے تھے ۔اسی دوران یہ آیات نازل ہوئیں جن پر حضور علیہ السلام حضرت ام المومنین اور ان کے خاندان کے ہر فرد نے بے پناہ خوشی منائی لیکن صرف اللہ کے حضور دوگانہ ادا کر کے نہ کہ "جشن منا کر"۔

قانون حجاب کی تمہید

ہم نے واقعہ افک کا خلاصہ عرض کر دیا ہے حضرت لاہوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں حکمت تھی جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا وہ حکمت یہ تھی کہ "قانون حجاب" کی ضرورت لوگوں کی سمجھ میں آ جائے ـــــ بقول حضرت اقدس ۔

"جب اجنبی مرد کے ساتھ ایک تھوڑے سے وقت میں ازواج مطہرات میں سے کوئی علیٰحدہ ہوئی تو منہمین نے جھٹ تہمت لگا دی. (خذلہم اللہ تعالیٰ) ظاہر ہے کہ ان حالات میں آئندہ ایسے موقعے پر اور کون سی عورت بچ سکتی ہے ۔ لہٰذا اس قسم کے تخلیہ کا انسداد قانوناً کر دیا جائے تاکہ نالائقوں کو اس قسم کی شرارت کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکے ۔"

(واللہ اعلم)

(حواشی حضرت لاہوری ص ۵۶۰)

اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کو جب یہ خبر پہنچی تھی تو انہیں "سابق علم اور حضرت عائشہ کی پاکدامنی" کے باعث فوراً یہ کہنا چاہیئے تھا کہ یہ صریح بہتان ہے"۔

آج بھی یہی مسئلہ ہے کہ کوئی بات سن کر یونہی اڑا نہ دی جائے کم از کم شرعی اصولوں کے مطابق اس کی تحقیق ضروری ہے تاکہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر تہمت و الزام، بدگمانی و غیبت کا مجرم نہ بنے ۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا جو کسی سے سنا اسے لے اُڑے اور ذرہ برابر تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی ـــــ سرکار دو عالم علیہ السلام کا ارشاد ہے کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ـــــ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو بات سنے اسے بغیر تحقیق و انکواری آگے پھیلانا شروع کر دے ـــــ اس قسم کی بات کہنے والے کو جس کا تعلق کسی کی پاکدامنی سے ہوگا چار گواہوں کا لانا ضروری ہے ورنہ آدمی "حدِ قذف" یعنی اسّی کوڑوں کا سزاوار ہوتا ہے اور عام اخبارات کی بھی شرعی ضوابط کے مطابق تحقیق کرنی ضروری ہے ۔

اللہ تعالےٰ نے آگے چل کر مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ خدا کے فضل سے ایسے سنگین مواقع پر بھی تم بچ جاتے ہو ورنہ اس قسم کی نامعقول حرکات ـــــ کسی پر تہمت و الزام ـــــ کے نتیجہ میں تم خدا کے سنگین عذاب کا شکار بھی ہو سکتے ہو ۔ یہ باتیں تمہیں بے وزن معلوم ہوتی ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑی باتیں ہیں کہ اس سے مسلمان کی آبرو مجروح ہوتی ہے اور خاص اس واقعہ میں تو سرکار دو عالم علیہ السلام کی عزت پر داغ لگتا تھا (اعاذنا اللہ تعالےٰ) آگے یہ نصیحت فرما کر کہ آئندہ ایسی

حرکات کا ارتکاب نہ کرنا اُس آیت میں جو ابتداء میں تلاوت ہوئی ارشاد ہوتا ہے :-

"بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ) یعنی بقول حضرت اقدس :-

"مومنوں کے متعلق اس قسم کی غلط خبریں پھیلانے والوں کی یہ سزا ہے"۔

فحاشی اور اس کا چرچا

اندازہ فرمایا آپ نے کہ فحاشی اور اس کا چرچا کرنے والوں کے لئے کیا فرمایا جا رہا ہے؟ قرآن حکیم کے بہت سے مقامات ہیں جہاں فحاشی سے روکا گیا ہے۔ ہر خطبہ میں آپ "ان اللہ یامر بالعدل" والی آیت سنتے ہیں جس میں عدل و احسان اور اعزہ کی خبرگیری اور فحشا، منکر اور ظلم و بغاوت سے روکا گیا ہے۔ سورۂ عنکبوت رکوع ۴ کی ابتدائی آیت میں "اقامت صلاۃ" کا ذکر ہے اور ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ ان الصلاۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر۔ کہ نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔ نماز کا اثر یہ ہے کہ "اس سے تمام نقائص دور ہو جائیں گے"۔ خدا کو یہ بات کسی طرح گوارا نہیں کہ مسلمان فحش و فحاشی میں پڑے یا ان کا چرچا کرے۔ مسلمان کا قلب و نظر پاک ہونا چاہیئے۔ اس کے خیالات ستھرے اور پاکیزہ ہونے چاہئیں۔ اس کے دل میں اللہ کی یاد کا سودا ہو۔ اس کی زبان ذکرِ الہٰی سے تر ہو۔ تو اسے ان خرافات کی کب فرصت ملے گی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کو بے حیائی سے بچاؤ کا ذریعہ بتایا کہ نماز جب آدمی کی روح کی غذا بن جاتی ہے اور اسے مشاہدۂ الہٰی نصیب ہو جاتا ہے تو پھر اسے اِدھر اُدھر کی فرصت نہیں ملتی، پھر اس کی نظر اپنے پیدا کرنے والے پر رہتی ہے وہ معرفتِ الہٰی کے بحرِ بے کراں میں غوطہ زن رہتا اور اپنی حقیر ہستی کے متعلق سوچ بچار کرتا رہتا ہے ——

بقول حضرت شیخ الاسلام فریدالدین اجودھنی پاک پتنی رحمہ اللہ تعالےٰ انسان کو اپنی چارپائی کے نیچے جھاڑو دینا چاہئے اور اسے اپنے آنگن کی صفائی کی فکر کرنا چاہئے۔

آج ستم یہ ہے کہ بدگمانی غیبت اور اس قسم کے گناہوں کی گرم بازاری ہے۔ فحاشی و عریانی آرٹ اور فیشن بن چکے ہیں۔ آلات لھو و لعب ہماری زندگی میں اس طرح دخیل ہو چکے ہیں کہ توبہ بھلی! اس قسم کی خرافات میں مبتلا قوم جلد ہی اپنی ہستی فنا کر بیٹھتی اور غیروں کی دریوزہ گر ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے میری دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ہمیں خیالات کی پاکیزگی نصیب فرمائے۔ اور اپنی نافرمانی کے وبال سے بچائے۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بقیہ: شب و روز

غلام لٰیسین صاحب سرگودھا کو حضرتِ اقدس نے اپنی جیبِ خاص سے سو روپے انعام بھی دیا حکیم الطاف ملک صاحب نے بھی حافظ صاحب کو اپنی طرف سے انعام دیا۔ حافظ غلام لٰیسین صاحب کے پاس انعامات کی اتنی بھرمار ہو گئی کہ حافظ صاحب کے لیے ان کا سنبھالنا مشکل ہو گیا اللہ تعالیٰ حافظ لٰیسین صاحب کو عمر طویل دے اور ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشے۔ ان سے دینِ حق کی بہتری اور برتری کا کام لے۔ آمین۔ حافظ صاحب موصوف نے سو میں سے سو نمبر حاصل کرکے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر محترم حضرت مولانا علامہ سعیدالرحمٰن علوی صاحب نے اپنی طرف سے کامیاب طلباء میں کتابیں تقسیم کیں جنہیں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے دستِ مبارک سے طلباء میں اسناد اور انعامات کے ہمراہ تقسیم فرمایا۔

شب و روز

مرتب: ظہیر میر

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ ختم قرآنِ پاک کے سلسلہ میں منعقدہ تقاریب میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں اس سال بھی بحمداللہ یہ معمول جاری رہا اور حضرت اقدس علالت کے باوجود درج ذیل مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔

۲۳ رمضان المبارک کو حضرت اقدس نے جامع مسجد ٹمبر مارکیٹ لاہور میں ختمِ قرآن پاک کی پُر وقار تقریب سے خطاب کیا حضرتِ اقدس نے سورۃ الکوثر کی تشریح واضح انداز میں بیان فرمائی اور لوگوں کو سچے اور کھرے محمدی مسلمان بننے کی تلقین کی۔ حضرت اقدس نے قاری محمد الطاف صاحب کو اپنی طرف سے حضرت لاہوریؒ کا مترجم و محشی قرآنِ عزیز بھی دیا۔ قاری صاحب موصوف اسی مسجد میں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں خوبصورتی کے ساتھ خوب سیرتی بھی ان کا وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید استقامت سے دینِ مبین کے لیے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اس سفر میں حضرت اقدس کے ساتھ جناب حاجی بشیر احمد صاحب، حافظ غلام مرتضیٰ صاحب، جناب ندیم اقبال اعوان صاحب، جناب مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب بھی تھے۔

حافظ مرتضیٰ صاحب (ماڈرن بیکری عقب مینار پاکستان مولانا احمد علی روڈ لاہور) بھی بڑے کام کے آدمی ہیں۔ رمضان کے آخری عشرے میں وہ اپنی کھلی ویگن سمیت حاضر ہوتے اور حضرت اقدس سمیت بہت سے ساتھیوں کو ساتھ لے جاتے۔ پورا عشرہ یہی معمول رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

۲۴۔ رمضان المبارک کو کرشن نگر میں خادم حضرت لاہوریؒ حافظ اقبال صاحب کے ختم قرآن پاک کی تقریب میں حضرت اقدس نے شرکت فرمائی اور بڑا ہی پُرمغز خطاب فرمایا۔ حضرت اقدس کی پوری تقریر محفوظ ہے۔ آئندہ کسی اشاعت میں ضرور شائع کی جائے گی۔ حضرت اقدس نے خطاب کے بعد سالہائے گزشتہ کی طرح محترم اعجاز صاحب کے یہاں پُرتکلف چائے کی دعوت میں شرکت فرمائی۔ اسی رات جامع مسجد انارکلی میں بھی ختم قرآن کی ایک عظیم الشان تقریب سے حضرت اقدس نے خطاب فرمایا۔ اور دُعا فرمائی۔ حضرت اقدس نے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کی عیادت بھی کی اور دیر تک ان سے سلسلۂ گفتگو جاری رہا۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ایک عرصہ سے علیل ہیں اللہ کریم انہیں صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور ایسے بزرگوں کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ انارکلی مسجد کی یہ رونقیں حضرت مولانا ابراہیم کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہیں اب اس مسجد میں مولانا موصوف کے صاحبزادے حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کے استادِ محترم پروفیسر علامہ نورالحسن خاں صاحب گذشتہ سولہ برس سے اس مسجد میں بعد از نماز مغرب درس قرآنِ پاک اور جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد درس حدیث دیتے ہیں علامہ صاحب نے اپنی زندگی کا ایک قیمتی حصّہ قرآن کی خدمت میں اسی مسجد میں گذار دیا ہے اور آج اس مسجد کی رونقیں انہی کی مرہونِ منت ہیں۔ علامہ صاحب موصوف سادگی اور انکساری کی عملی تصویر ہیں اور سچ پوچھئے تو اسلاف کی زندہ نشانی ہیں خدا ہمیں ان کے علم اور عمل سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق دے (آمین)۔

حضرتِ اقدس رات ایک بجے یہاں سے فارغ ہوئے۔ انارکلی میں واقع لنڈن شوز ہاؤس میں وہاں کے مالک کے اصرار پر تشریف لے گئے لنڈن شوز والوں کی طرف سے پیش کردہ ایک جوڑا پاپوش بھی حضرت اقدس نے قبول فرمایا۔ اور دکان کے مالک اور ملازمین میں تبرکاً نقدی تقسیم کی اور دعائے برکت فرمائی۔

بعد میں حضرتِ اقدس عنایت موتی چور ہاؤس انارکلی والوں کے ہاں تشریف لے گئے عنایت موتی چور ہاؤس کے مالک جناب ظہور صاحب بہت ہی مخلص انسان ہیں حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی لاہور تشریف لاتے ظہور صاحب کار سمیت ہمیشہ خود حاضر ہوتے حضرت مفتی صاحب مرحوم کے لاہور قیام تک ان کی خدمت میں رہتے اللہ انہیں مزید استقامت دے اور اہلِ حق سے وابستہ رکھے۔ حضرتِ اقدس نے جناب ظہور صاحب کی دکان پر ان کی طرف سے پیش کی ہوئی مٹھائی ساتھیوں میں تقسیم کی ۔ ظہور صاحب کے لیے بہت سی دعائیں فرمائیں۔

۲۵ رمضان المبارک کی رات حضرت اقدس نے محلہ فاروق گنج لاہور میں حضرت لاہوریؒ کی تعمیر کردہ مسجد میں ختم قرآن پاک کی تقریب سعید میں شرکت فرمائی یہ مسجد حضرت لاہوریؒ نے صرف ایک بڑھیا کے سرمایہ سے مکمل کروائی تھی اب اسکی تعمیر نو کی گئی ہے تعمیر نو میں چوہدری فتح محمد صاحب اور جناب عبدالوحید صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اللہ انہیں دین و دنیا کی برکات سے سرفراز فرمائے۔ حضرتِ اقدس نے اپنے خطاب میں لوگوں کو قرآنِ پاک کی تعلیمات پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا جب بھی مسلمانوں نے قرآن کی تعلیمات کو فراموش کیا۔ ذلت اور رسوائی ان کا مقدر ٹھہری۔ اگر آج بھی مسلمان قرآن کے احکامات پر سختی سے کاربند ہو جائیں تو پھر عزت و عظمت ان کا مقدر بن سکتی ہے۔ حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے قرآن پاک کے نسخے اپنی طرف سے جناب قاری صاحب اور جناب حافظ صاحب جنھوں نے نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا تھا عنایت کئے اور اپنی جیب مبارک سے قاری صاحب کو سو روپے اور دو سو روپے بہ سلسلہ تعمیر عنایت فرمائے۔

۲۶ رمضان المبارک بروز بدھ جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز تراویح کے بعد ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی۔ منظر بڑا دیدنی تھا مدرسہ قاسم العلوم کے شعبہ تجوید و قرأت کے صدر مدرس جناب حضرت مولانا قاری حافظ غلام فرید صاحب مدظلہ نے حسب معمول والہانہ انداز میں تراویح میں قرآنِ پاک سنایا اس دن ختم قرآنِ پاک کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ اسی نشست میں دورۂ تفسیر میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبائے کرام میں انعامات اور اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔ اس تقریب سعید سے استاذ العلماء جناب حضرت مولانا حمیدالرحمان صاحب عباسی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ قرآن کو اپنے روزگار کے لیے استعمال نہ کریں بلکہ خالص اللہ کے دین کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت الامام لاہوریؒ نے بغیر کسی معاوضے کے ساری عمر قرآنِ پاک کی خدمت کی کسی سے ایک پائی تک نہیں لی۔ ان کے اخلاص اور للہیت کی وجہ سے آج لاکھوں لوگ ان کے نام لیوا ہیں۔ حضرت لاہوریؒ نے لاکھوں انسانوں کو گمراہی اور شرک و بدعت کے گڑھوں سے نکال کر فلاح اور کامیابی کے راستے پر گامزن کر دیا۔ حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اگر آج بھی آپ لوگ خلوص، محنت اور لگن سے دین کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں تو انشاءاللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن کی عظمت بیان کرتے ہوئے طلبا کو مبارک باد دی کہ انہوں نے محنت سے دورۂ تفسیر پڑھا اور دعا کی کہ اللہ اس قرآن کو آپ کی نجاتِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین حضرت اقدس نے اپنے دستِ مبارک سے کامیاب طلباء میں انعامات اور اسناد تقسیم کیں۔ انعامات کی تعداد اور مقدار اس قدر زیادہ تھی کہ ایک آدمی کے لیے بیک وقت اس کا سنبھالنا مشکل تھا۔ انجمن کی طرف سے اول، دوم، سوم، کامیاب طلبہ میں آٹومیٹک گھڑیاں، کپڑے، واٹر کولر، دستی بیگ، قرآنِ عزیز، رومال، کتابیں اور نقد رقوم بھی تقسیم کی گئیں اس سلسلہ میں جن حضرات نے انجمن کی معاونت کی ان میں گوجرانوالہ سے جناب شیخ محمد یوسف صاحب، جناب حاجی احمد صاحب اور لاہور سے میاں محمد صادق صاحب اور جناب رشید صاحب (جالندھر موتی چور ہاؤس) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ دورۂ تفسیر کے طلباء میں درج ذیل طلباء نے اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی۔

اوّل پوزیشن : جناب حافظ غلام یٰسین صاحب سرگودھا

دوم " : " مولوی شرف الدینؒ ابن غلام حسین صاحب

سوم " : " حافظ دین محمد " ابن موج خانؒ میواتی

اوّل آنے والے خوش نصیب جناب حافظ

(باقی صفحہ ۸ پر)

اسلامی صداقت و جلال کی برہنہ شمشیر

الحاج حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رح

از قلم : عبدالرشید انصاری مدیر ادارہ انقلاب فکر اسلامی، کراچی

" اگر روحیں منتقل ہوسکتی ہیں تو پھر آج میں کہتا ہوں کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی ارواحِ مقدسہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ میں منتقل ہو گئی ہیں "

کچھ ایسے ہی الفاظ تھے جو برصغیر کے نامور خطیب وادیب مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیری مرحوم ومغفور نے ۱۹۶۸ء میں موچی دروازہ لاہور کے باہر منعقدہ جمعیۃ العلمائے اسلام کی سہ روزہ تاریخی کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہے تھے۔ کانفرنس کے اس سے پہلے اجلاس میں جمعیۃ کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے اختلافات کے باوجود آغا شورش کے ہفت وار چٹان کے ڈیکلریشن کی بحالی اور چٹان پریس کی واپسی کا پرزور مطالبہ کیا تھا اور ایوب حکومت کے اس اقدام پر نہایت سخت الفاظ میں احتجاج کیا تھا۔ حکومت کی یہ کارروائی آغا شورش کے منکرین ختم نبوت سے متعلق " الحمد للہ " کے زیرعنوان ایک اداریتی نوٹ لکھنے پر عمل میں آئی تھی۔ سرکاری اور عوامی حلقوں میں یہ توقع نہ تھی کہ علماء کرام کی یہ کانفرنس آغا شورش کاشمیری کی حمایت کرے گی۔ کیونکہ شورش ان دنوں علماء کے ایک مخالف کیمپ میں جا چکے تھے اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی تحریریں اور تقریریں ان کے قلم کا ہدف خاص رہتی تھیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا یہ تو وہ برگزیدہ لوگ تھے جو دین کی آن پر جان دیتے تھے یہ اسلام کے شجر طیبہ کی مختلف پُربہار ٹہنیاں اور شاخیں تھیں۔ یہ ایمان کے چمنستان کے وہ مہکتے مسکراتے پھول تھے۔ جن کی رنگتیں اور رعنائیاں جُدا جُدا تھیں ان کے گناہوں کی بخشش کے لیے بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں اتنی ہی بات کافی ہو جائے گی کہ وہ رحمت عالمیان صفوت آدمیان تتمہٗ دور زماں حضور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تختِ ختم نبوت کی حفاظتی جدوجہد میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلے گئے عیب یا کمزوری سے پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنی مخلوق کی خدمت کے لیے چن لیا تھا۔ ان کی زندگیاں دین اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دین کو دنیوی مفادات پالینے کا ذریعہ نہیں بنایا وہ موسمی جلسے یا فصلی تقاریر نہیں کرتے تھے ان کی تقریریں بازاری جنس کے مانند فروخت نہیں ہوتی تھیں کیونکہ راست بازی اور بروقت صدق گوئی ان کا طرۂ امتیاز تھا جب وہ جلسوں اور مجمعوں کے روبرو ہوتے تو کج کلاہوں، دنیا کے بڑوں اور دولت و

اقتدار کے نشہ میں غرق ستم شعاروں کا غرور اور دبدبہ ان کے جوتے کی نوک پر ہوتا ظلم سے مصالحت ان کے مذہب میں کفر کا دوسرا نام تھا۔ برسرمیدان ان کی للکار سے طاغوت لرزہ براندام ہوتے۔ ایوان ہائے باطل میں زلزلہ آجاتا اور ۔پھر۔۔پھر۔ ان کے لیے اپنے ہی وطن کی جیلوں کے دروازے کھل جاتے۔

شورش کاشمیری کی گرفتاری

لاہور کی اسی تاریخی کانفرنس میں آغا شورش کاشمیری نے منکرین عقیدۂ ختم نبوت کو وطن وملت کا دشمن قرار دیا۔ برطانوی سامراج کی خود کاشتہ نبوت کے متعلق حضرت علامہ اقبالؒ کی تصنیفات سے اقتباسات پڑھ کر سنائے اور کہا۔ ؎

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہ ہو قوت وشوکت کا پیام

بس پھر کیا تھا صبح ہوتے ہی سرکاری مہمان بنا لیے گئے۔ ان کا ہفت روزہ چٹان اور چٹان پریس جرم حق پرستی میں پہلے ہی ضبط ہو چکے تھے ابھی ایک دن پہلے تک آغا شورش اپنی چٹان کا مقابلہ مولانا ہزارویؒ کی سلاجیت سے کر رہے تھے اور آج مسئلہ دین کی آبرو کا ہے ناموس ختم نبوت کا ہے تو شورش سب کچھ لٹا کر پسِ دیوار زنداں چلے گئے۔ اور مولانا ہزاروی کی جمعیۃ علماء اسلام جیسے مخالف عنصر نے ہزاروی گروپ کا نام بھی دے رکھا تھا ملک بھر میں سراپا احتجاج بن گئی ہے۔ کراچی میں آغا عبدالکریم شورش کاشمیری نے بھوک ہڑتال کر دی۔ حکومت اور عوام کے درمیان فضا کشیدہ تر ہو رہی ہے۔

شیرانوالہ باغ میں روزہ دار نمازیوں پر لاٹھی چارج

باغ بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں جمعۃ الوداع کے موقع پر ایک آتنا زوردار دھماکہ ہوا کہ اس نے قصرِ اقتدار میں دراڑیں ڈال دیں کہ وہ بالآخر زمیں بوس ہو گیا اسی روز پورے ملک میں جمیعۃ علماء اسلام نے اسلامی نظام کی حمایت میں اور ظالمانہ آمرانہ اقدامات پر احتجاج کے لیے عام مظاہروں کا انعقاد کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۸ء میں باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں منعقدہ علماء کی عظیم الشان کانفرنس اور جمعۃ الوداع کے یہ واقعات صدر ایوب کے دس سالہ مضبوط دورِ اقتدار کے خاتمہ کے لیے کافی ہو گئے۔ اس دن دوسرے شہروں کے علاوہ لاہور میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے والے ہزاروں روزہ دار نمازیوں پر پولیس نے لاٹھیوں کا مینہ برسا دیا۔ ڈی ایس پی چیمہ نے بذاتِ خود مولانا عبیداللہ انور کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ ان کے پیٹ پر بوٹوں کے ٹھڈے مارے گئے۔ محبت و انکساری، الفت و جانثاری کا وہ پیکر مجسم جس نے گالیاں دینے والوں کو بھی کبھی بھول کر تک نہ مارا۔ اس کے شب زندہ دار وجود پر پولیس کی لاٹھیوں نے اپنا زور توڑ دیا جسم لہولہان ہو گیا کمر کی ہڈیاں بارہ تیرہ سال بعد آج بھی مولانا انور کو اس تشدد بار دِن کی یاد دلاتی رہتی ہیں۔ مگر کیا مجال کہ مسلسلہ ولی اللہی اور جماعت مجاہدین وشہدائے بالاکوٹ کے اس مایہ ناز سپوت کے پائے استقلال میں سرمو لرزش آئی ہو۔ مولانا شدید زخمی ہوتے اور اسی حال میں ان کے بیسیوں رفقاء سمیت پولیس انہیں اپنے ٹرک میں ڈال کر لے گئی۔

صدر ایوب کی معذرت

اس واقعہ نے حکومت کے خلاف سلگتی چنگاریوں کو شعلہ جوالا بنا دیا ملک میں شور اٹھا۔ مشرقی اور مغربی پورے پاکستان میں مذہبی سیاسی وسماجی اور محنت کش تنظیموں اور ہر مکتبۂ فکر کی سربرآوردہ شخصیات نے تشدد آمرانہ ستمگاری کارروائی کی مذمت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی۔ صدر ایوب مرحوم نے ماہانہ نشری تقریر میں علماء سے معافی مانگی۔ مگر پانی سر سے گزر چکا تھا۔

آغا شورش کی رہائی اور استقبال

کراچی سے آغا شورش رہا ہو کر لاہور پہنچے تو راستہ میں اور لاہور ریلوے اسٹیشن پر مولانا ہزارویؒ کی اس جمعیۃ نے ان کا شایان شان استقبال کیا۔ شورش جب تک پابند سلاسل رہے مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کی جماعت کے ہر مقرر کی تقاریر آغا شورش کی تائید و حمایت ہی پر اختتام پذیر ہوتی رہیں۔ حالانکہ آغا شورش اس سے پہلے مولانا ہزاروی اور ان کی جمعیۃ کے بڑے مخالف گروہ کا اہم حفاظتی اور دفاعی حصار بنے رہے تھے لاہور پہنچ کر دوسرے روز بیرون موچی دروازہ کی جلسہ گاہ میں انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے

سمندر کو آغا شورش نے خطاب کیا اور اس جلسہ کی کرسی صدارت پر غالباً مولانا غلام غوث ہزاروی خود تشریف فرما تھے۔ جلسہ گاہ میں جمیعۃ کے دھاری دار پرچم لہرا رہے تھے۔ جس جرم حق نوائی میں شورش گرفتار ہوئے تھے انہوں نے پھر اسی کا ارتکاب کیا۔ جس پلیٹ فارم کی تابندہ روایات نے انہیں جیل بھجوایا تھا اس کی جدوجہد سے آج وہ پھر پروانگان شمع ختم نبوت کے سامنے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین پر اپنے اور پوری امت مسلمہ کے غیر متزلزل ایمان کا اعلان کر رہے تھے۔

اکابر علماء کو شورش کاشمیریؒ کا خراجِ تحسین

ظلم و ناانصافی کے خلاف مولانا ہزارویؒ حضرت مفتی محمودؒ حضرت مولانا عبیداللہ انور اور ان کے ہزاروں ساتھی علماء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آغا شورش کاشمیریؒ نے اپنی پروقار اور گرج دار آواز میں فرمایا: "میں نے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ زندگی اور موت کی کشمکش جاری تھی۔ میں نے اخبار میں خبر دیکھی کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بیٹے اور جانشین مولانا عبیداللہ انور اور بے گناہ نمازیوں پر پولیس نے لاٹھیاں برسائی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے یوں محسوس کیا جیسے قیامت گھونگھٹ اٹھا کے سامنے آگئی ہے ــــ میں موت کے دروازے پر دستک دے رہا تھا اور ان علماء حق کی دُعائیں میرا تعاقب کر رہی تھیں۔ میں واپس آ گیا اور حکومت موت کے دروازے میں داخل ہو گئی۔

کاروانِ صدق وخلوص

جناب آغا شورش کاشمیریؒ اور ان کا ممدوح اہل حق کا یہ کارروان صدق و خلوص نیکیوں کا رختِ سفر باندھ کر تقریباً پورے کا پورا اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیاں مولانا محمد حیاتؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، قطب عالم شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی سبھی چلے گئے دیکھنے کے لیے بھی کوئی چہرہ نہ رہا کہ آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ قیامت تک کے لیے خاک کی چادر اوڑھ کر سب لمبی نیند سو گئے۔ ؎

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا دے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخِ زیبا لے کر

مگر اب دور و نزدیک یہاں کہیں ان سے کبھی نہ مل سکو گے ہاں البتہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی قطار میں جنت کے دروازے پر ملاقات ہو سکتی ہے ملنا چاہتے ہو تو انہی کی راہ پر چل نکلو۔۔۔۔۔۔

لیکن خبردار ـــــ! اس راہ میں اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ عیش کوشی چھوڑ کر سرفروشی کا سبق پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ ارباب سیم و زر دُور اپنی راہ لیتے ہیں ظلم و جبر کے سب عفریت منہ کھولے مدمقابل آ کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنوں کے طعنے اور مخالفوں کی گالیاں سننا پڑتی ہیں، بغیر فیس کے وعظ کہنا ہوتا ہے ــــ جانِ من! ان رہروانِ حُبّ و وفا کی پیروی بڑی صبر آزما ہے اس راہ عشق و صداقت میں محبوب حقیقی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دروازۂ رقیب پر بھی جانا گوارا کیا جاتا ہے۔ آسائشوں اور راحتوں سے دست کش ہو کر منصب و مال سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ سنگ باری ہوتی ہے، خون بہتا ہے دار و رسن کو وصال محبوب کے لیے پھولوں کی سیج یقین کرکے چومنا ضروری قرار پاتا ہے۔ اس لیے کہ: ؎

ترک مال و ترک جان و ترک سر
در طریق عشق اوّل منزل است

دل پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچو! حوصلہ اور ہمت ہے؟ ــ اگر نہیں تو ان قدسی نفوس ہستیوں سے محبت کا دعویٰ نہ کرنا۔ یہ لوگ رخصت ہوئے مولانا غلام غوث ہزارویؒ اُن اسلاف کی آخری نشانیوں میں سے ایک تھے ان کی بے تکلف زبان سے ایک بات نکل گئی تھی شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو اب تک زندہ رکھا ہوا تھا۔ قریباً دس گیارہ سال پہلے پنجاب کے جھنگ صدر میں ایک بڑے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے تقریر کے اختتام پر فرمایا: آج دوپہر بھی تقریر کی، صبح بھی ایک پروگرام تھا۔ شام کو علماء کی ایک میٹنگ تھی اور اب پھر تقریر ہوئی بوڑھا ہو گیا ہوں، تھک جاتا ہوں۔۔۔ ۔۔۔ سمجھتے ہیں مر جائے گا جان چھوٹے

گی، ایسے نہیں مروں گا! مجھے اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔ تمہارا گرو گھنٹال پہلے مرے گا میں انشاءاللہ تعالےٰ بعد میں مروں گا۔" علامہ اقبال نے خوب اور درست فرمایا تھا۔ ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مولانا ہزارویؒ سے میری آخری ملاقات کراچی میں تقریباً ڈیڑھ سال قبل محترم بشیر رانا کے دولت کدے پر ہوئی تھی کمزور و نحیف، دبلا پتلا جسم، طرہ و کلاہ کے بغیر سفید پگڑی، دودھ سے دھلی سفید داڑھی، نیکی کے نور میں منور چاک و چوبند چہرہ، پچھتر سالہ بڑھاپے کے باوصف آواز میں ایمان کی بدولت جوانی کا دم خم — میں نے عرض کیا "حضرت اب تو آپ واقعی کمزور ہو گئے ہیں۔" فرمایا "ہاں بھائی! کمزور ہو گیا ہوں، بس سامراجی گماشتوں کے سرغنہ، دشمنِ اصحابِ رسول کی موت دیکھنے کے لیے زندہ ہوں۔

بات میں بلا کا اعتماد تھا۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو اہلِ جنت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کمزور، حقیر، ضعیف مسلمان جنتی ہے اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کر دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مولانا ہزارویؒ نور اللہ مرقدہٗ نے قسم تو نہیں کھائی تھی مگر اپنے رب پر کامل ایمان کے ساتھ بات کہی تھی۔ دنیا نے دیکھا کہ اللہ رب العزت نے اپنے دین کے سچے خادم اس بندے کی بات کو پورا کر دیا وہ جس علاقے میں پیدا ہوئے اُسی میں فوت ہوئے اور اسی خطۂ ارض میں مدفون ہوئے ایسا نہیں ہُوا کہ پیدا ہوئے دہلی میں رہے حیدرآباد دکن میں مرے امریکہ میں اور دفن ہوئے پاکستان میں۔ یہ بجا ہے کہ مولد، مسکن اور مدفن کا محل انسان خود متعین نہیں کرتا اور یہ بات بھی درست ہے کہ :- ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسامِ ازل نے
جو کوئی کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

سوانحی نقوش

حضرۃ مولانا غلام غوث ہزاروی رحؒ ۱۸۹۶ء میں صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ میں بفہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول سادہ اور مذہبی تھا۔ قرآن کریم اور ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے ۱۹۱۴ء میں اچھی پوزیشن پر مڈل پاس کیا۔ تو لوگوں نے اور خود انسپکٹر تعلیمات نے مولانا غلام غوث ہزاروی کے نیک دِل والد محترم سے کہا اپنے ذہین و فطین فرزند ارجمند کو پشاور کے کالج میں داخل کروا دو۔ مگر قدرت نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو سرکار برطانیہ کی نوکری کے لیے نہیں، سرکار مدینہ کے غلاموں کی پیروی اصحابِؓ رسولؐ کی عظمتوں کا چوکیدار اور دینِ اسلام کا مبلغ و مجاہد بنانے کے لیے پیدا کیا تھا اس لیے آپ کے والد گرامی نے دینی علوم کی تحصیل کے لیے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا مولانا کو اپنے اس فیصلے پر بڑا ناز تھا ماضی قریب میں آپ سے کسی نے پوچھا "مولانا آپ کو اگر کالج میں بھیج دیا جاتا؟ فرمایا میں ایمان کی حفاظت اور دین کی خدمت کو دنیا بھر کی آسائشوں اور دولتمندی سے مقدم اور قیمتی جانتا ہوں۔ بھلا ایمان کی دولت کی ریس ہوسکتی ہے؟

تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۹۲۲ء میں آپ دین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوگئے آغاز میں آپ نے ذاتی سرگرمیوں کو مذہبی اصلاحی کوششوں تک محدود رکھا ۱۹۳۰ء سے باقاعدہ برطانوی سامراج کے خلاف وطن و اہل وطن کی آزادی کے لیے سینہ سپر ہوگئے اور خدائی خدمت گار تحریک میں شمولیت اختیار کرلی۔ ۱۹۳۲ء میں انگریز حکومت نے باغیانہ تقریروں کی بنا پر گرفتار کر لیا۔ اور پہلے ہی مرحلہ میں پورا سال جیل میں رہے شریعت کانفرنس ۱۹۳۴ء منعقدہ پشاور کے اہتمام میں جوش و خروش سے حصّہ لیا اس کے بعد مجلس احرار کا قیام عمل میں آیا۔ تو اس میں شامل ہو گئے اور سیالکوٹ میں منعقدہ ہونے والی آل انڈیا کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ بعد ازاں اکابرین قافلۂ حریت کے دوش بدوش آزادی کی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔ خاص صوبہ سرحد میں فتنہ مرزائیت کے سدباب کے لیے حضرت مولانا ہزاروی کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ برصغیر میں ہندو مسلم مشترکہ جماعت کانگرس کے بھی آپ ممبر رہے مگر ۱۹۳۸ء میں کانگرس سے علیحدہ ہو گئے اور قیام پاکستان تک جمعیۃ العلماء ہند میں کام کرتے رہے دوسری جنگ عظیم کے موقعہ پر انگریزی میں بھرتی ہونے سے لوگوں کو روکنے کے لئے آپ نے سول نافرمانی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔

جمعیۃ العلمائے اسلام کا قیام

قیام پاکستان کے بعد دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء (مسلم لیگی اور غیر مسلم لیگی) ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے جمعیۃ علماء اسلام کی داغ بیل ڈالی گئی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے وصال کے بعد جمعیۃ کے کام میں سستی آگئی تو ۱۹۵۶ء میں نئے انتخابات و انتظام کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کے کام کا آغاز اس شان سے ہُوا کہ ولیٔ کامل عارفِ حق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ امیر، اور.... اسلام کی برہنہ شمشیر مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے مولانا ہزارویؒ کی انتھک تنظیمی جدوجہد سے صرف دو سال کے عرصہ میں پاکستان کے دور دراز علاقوں تک جمعیۃ کی تقریباً اڑھائی ہزار شاخیں قائم ہوگئیں اور دینی حلقوں میں سیاسی شعور کی بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دوسرے زعماء تحریک کے دوش بدوش انہوں نے گرانقدر قائدانہ مدبرانہ ذمہ داریاں نبھائیں اور عزت و ناموس تاج و تخت ختم نبوت کے لیے گوناگوں مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔

نظام العلماء کا قیام: ۱۹۵۸ء میں سیاسی پارٹیوں پر پابندی عاید ہو جانے کے بعد "نظام العلماء" کی تنظیم قائم کی اور لاہور میں حضرت شیخ التفسیر کے زیر صدارت و امارت ملک بھر کے پانچ سو جید علماء کو جمع کرکے عائلی قوانین کی تنسیخ کا حکومت سے مطالبہ کیا۔ حالانکہ اس دور میں حکومت کے کسی اقدام کے بارے میں لب کشائی کرنا ہی شاہی غیظ و غضب کو دعوت دینا تھا۔

مغربی پاکستان اسمبلی میں رکنیت

۱۹۶۲ء میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے بی ڈی سسٹم کی بنیاد پر اسمبلیوں کے انتخابات کروائے تو اپنے علاقہ میں بے پناہ عوامی مقبولیت کے ساتھ بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو شکست فاش دے کر ایم پی اے منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں حضرت مفتی صاحبؒ کا ایم' این' اے اور مولانا ہزارویؒ کا ایم' پی' اے منتخب ہو جانا در اصل پاکستان کی سیاست میں حریت پسند طبقہ علماء کے عملاً داخلے کا نقطۂ آغاز تھا۔ چنانچہ اس کے بعد مولانا ہزارویؒ پاکستان کے صفِ اول کے سیاستدانوں اور مذہبی رہنماؤں میں شمار ہونے لگے اگرچہ آپ کی شخصیت پہلے بھی غیر متعارف تو نہ تھی۔ مگر جب منبر و محراب کے علاوہ سرکاری ایوان میں بھی اسلام، علماء اسلام اور پوری پاکستانی قوم کے جذبات و احساسات کی ترجمانی اور نمائندگی کا حق ادا کیا تو وہ پاکستان کے مطلع سیاست پر آفتاب کی مانند جلوہ افروز ہوئے۔

عالم اسلام کی مشکلات کے بارے میں مولانا کا نظریہ

مولانا غلام غوث ہزارویؒ ان اسلاف کی تابندہ روایات کے امین تھے جنہوں نے مدرسہ و خانقاہ میں بوریا نشین ہوتے ہوئے غیر ملکی برطانوی استبداد و اقتدار سے ٹکر لی، وہ صوبہ سرحد میں، پنجاب کے حبیب الرحمان لدھیانویؒ اور مجلس احرار و جمعیۃ علماء میں، مسلم لیگ کے حسرت موہانیؒ تھے۔ وہ کسی کے دوست تھے تو خدا کے لیے دشمن تھے۔ تو خدا کو راضی کرنے کے لیے یعنی الحب للہ والبغض للہ کی چلتی پھرتی تصویر اور عالم باعمل تھے مولانا ہزارویؒ کا نظریہ یہ تھا کہ عالم اسلام کے تمام مسائل مغربی استعمار اور امریکی صیہونی سامراج کے پیدا کردہ ہیں اس لیے جس ذات یا جماعت میں اور جس گوشہ میں بھی یہود و نصاریٰ کی پالیسیوں کے لیے کچھ بھی نرمی نظر آتے وہ اس کے لیے برق تپاں بن جاتے۔

صوبائی اسمبلی میں تنسیخ

عائلی قوانین کی قرارداد

یوں تو تحریک ختم نبوت ہو یا آزادی کی جنگ ناموس اصحاب رسول کا مسئلہ ہو یا مفلس و مفلوک الحال محنت کش ستم رسیدہ انسانوں کے حقوق کی مہم مولانا غلام غوث ہزاروی ہر محاذ پر صف اول میں سینہ تانے دکھائی دیتے ہیں مگر برصغیر کے پاک و ہند کی تاریخ میں وہ دن یادگار رہے گا جب مغربی پاکستان اسمبلی میں آپ کی صرف دس بارہ منٹ کی تند و تیز تقریر کے نتیجہ میں عائلی قوانین کی منسوخی کی سفارش کرنے کی قرارداد بھاری اکثریت سے منظور کر لی گئی۔ تقریباً دو سو سال کے بعد برصغیر کے کسی سرکاری ایوان

میں شریعت اسلامیہ کو پہلی بار کامیابی ہوئی اور اس کامیابی کا سہرا بجا طور پر اسلام کی بوریانشین اور زہد و اتقاء کی دولت سے مالا مال سپاہ کے بوڑھے جرنیل مولانا غلام غوث ہزاروی کے سر جلوہ فگن ہوا۔ حضرت مولانا رح کی علمی عملی اور خوف ولالچ سے بے نیاز اسلامی غیرت وحمیّت کی حامل مجاہدانہ شخصیت کا پورا عکس ۱۳ر جولائی ۱۹۶۴ء کے روز مغربی پاکستان اسمبلی کی کارروائی میں بخوبی نظر آتا ہے ضرورت ہے کہ اس سنہری تاریخی واقعہ کو نہایت اختصار کے ساتھ یہاں نقل کیا جلئے۔

عائلی قوانین اور ۱۹۶۴ء میں عوامی رد عمل

اس ایمان افروز اور انقلاب خیز دور کو سامنے لائیے کہ فیلڈ مارشل سابق صدر محمد ایوب خان عائلی قوانین کو اقتدار کی طاقت سے نافذ رکھنا چاہتے ہیں۔ سرکاری ذرائع ابلاغ پر مغرب زدہ روشن خیال وظیفہ خوروں کا مکمل قبضہ ہے اور عائلی قوانین کو عین اسلام قرار دیا جا رہا ہے۔ اور دوسری جانب دینِ اسلام کے ان دیوانوں کی جمعیتہ ہے جنہوں نے مداخلت فی الدین کی ہر کوشش کا مقابلہ کرنے کا اپنے خدا سے عہد باندھا ہُوا ہے اور پورے ملک کی مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات یا دینی مدارس کے جلسوں کے ذریعے عوام سے رابطہ قائم کرکے ان کے سامنے دجل وفریب کا پردہ چاک کر دیا ہے یہاں مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اس خالص مذہبی اور دینی جدوجہد سے ملک کے کسی بڑے صنعتکار تاجر یا جاگیردار کو قطعاً دلچسپی نہ تھی اور جمعیتہ کی صفوں میں تمام مخلص اور عام لوگ تھے۔ مغربی پاکستان اسمبلی میں مذہبی اور سیاسی طور پر مولانا غلام غوث ہزاروی کی مخالف جماعت کے اس وقت کے رکن راؤ خورشید علی خاں عائلی قوانین کو منسوخ کرنے کی سفارش کے لیے قرارداد پیش کرتے ہیں ایوان میں حکومت کو واضح اکثریت حاصل ہے کئی دن سے اس اہم دینی اور قومی مسئلہ پر بحث جاری ہے۔ ۱۳ر جولائی ۱۹۶۴ء کا دن فیصلہ کن ہے۔ سینئر ڈپٹی سپیکر نے سرکاری ممبران کو تقاریر کے لیے کافی وقت دیا۔ میاں عبداللطیف صاحبزادی محمودہ بیگم اور بیگم اشرف عباسی نے کھل کر اپنے دلائل پیش کیے ہیں، ہر طریقے سے علماء کو لتاڑا گیا یہاں تک کہا گیا کہ امام احمد بن حنبلؒ ایسے آئمہ دین کے خلاف فتوے علماء نے دیئے تھے اس کے بعد مولانا ہزارویؒ کو تقریر کی اجازت دی گئی مگر صرف پانچ منٹ ..... تو اس مردِ قلندر نے کہا :-

جناب اسپیکر! اگر مخالف شریعت کو آدھ گھنٹہ مل سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ میں شریعت کی حمایت کروں اور مجھے پانچ منٹ ملیں۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ میں واک آوٹ کر جاؤں گا۔ جب آپ نے ایوان کو ان کے دلائل سنوائے اور کفر کی باتیں سنوائی ہیں تو آپ ذرا میری بات بھی سنیں اور سنوائیں۔ اس پر جواب ملا۔" آپ ضرور سنائیں گے آپ کو بجائے پانچ منٹ کے دس منٹ ملیں گے۔ اس سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔" مولانا نے مزید وقت کے مطالبے کے ساتھ تقریر کا آغاز کرنے کے بعد فرمایا۔" ہر فن اور شعبہ کے لیے ماہرین فن کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ہماری حکومت نے ہر محکمہ کے لیے ماہرین فن کا کمشن مقرر کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ جب شرعی احکام طے کرنے کا وقت آیا تو وہ لوگ مقرر ہوئے جن کو قطعاً شریعت کا ماہر نہیں کہا جا سکتا۔"

مولانا نے فرمایا۔" جناب! یہ شریعت ہے بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ چوری چھپے دنیا پر غالب نہیں آئی۔ یہ میدان میں بحث کرکے کفر اور باطل پر غالب آئی ہے۔ جناب والا! اگر کسی کو اس سلسلہ میں بحث کرنے کی ضرورت ہے تو میں آپ کو ثالث مقرر کرکے تمام دلائل اور پوائنٹس پر بحث کرنے کو تیار ہوں۔

اس کھلے چیلنج کے بعد مولانا نے عائلی قوانین کے مصنفین کو دین سے جاہل قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کا کوئی "حرف" شریعت کے مطابق نہیں ہے (اس پر ایک خاتون رکن کو غصّہ آیا تو) مولانا نے فرمایا: آپ ذرا سینہ تھام کر سنیں :-

مسٹر احمد سعید کرمانی :- پوائنٹ آف آرڈر۔ مولانا کو "سینہ تھام کر" کے الفاظ واپس لینے چاہئیں (ایوان میں آوازیں۔ نہیں نہیں! یہ الفاظ غیر پارلیمانی نہیں ہیں)

مولانا غلام غوث ہزاروی :- میرا ارادہ "کلیجہ تھام کر" کہنے کا تھا "سینہ تھام کر" بولنے سے قطعاً کوئی خیال نہ تھا یہ تو آپ نے مجھے متوجہ کیا ہے۔ عائلی قوانین کے خلاف اسلام ہونے پر دلائل دینے کے بعد آپ نے فرمایا۔

جناب والا! میں عرض کروں گا۔ میرے دوست نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے لگوائے گئے جیل میں ڈالا گیا اس لیے کہ مولوی نے فتوے دیئے۔ افسوس ہے اور اس غلط بیانی پر انہیں شرم آنی چاہیئے۔ کیا سارے علماء ان کے ساتھ نہ تھے؟ یہ برسر اقتدار طبقہ ملحد و بدعقیدہ ہوگیا تھا اس نے اپنے بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے خلق قرآن کا مسئلہ اٹھایا اور کہا کہ قرآن مخلوق ہے۔ علماء نے مخالفت کی اور علماء کے سربراہ امام احمد بن حنبلؒ تھے جن کو جیل میں ڈالا گیا اور کوڑے لگائے گئے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ گوالیار کی جیل میں گئے امام احمد بن حنبلؒ نے کوڑے کھائے لیکن حق کہا سارے علماء کی نمائندگی کی۔ کسی عالم نے ان کے خلاف فتویٰ نہیں دیا۔ یہ حضرات تو خود علماء کے نمائندے تھے اور علماء ان کے ساتھ تھے۔" اس کے بعد مولانا کے دلائل جاری تھے کہ دس منٹ ختم ہوگئے۔ مگر مولانا کی تقریر پورے ایوان پر چھا چکی تھی۔ مخالف موافق سب ممبران پوری توجہ سے آپ کی باتیں سن رہے تھے۔ کہ سپیکر نے کہا۔ آپ اپنا پوائنٹ پورا کرلیں۔

عورتوں کے حقوق کا مسئلہ

مولانا غلام غوث ہزاروی نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔" جناب اسپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو تھوڑے حقوق ملے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عورتوں کو جتنے بھی حقوق ملیں ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن شریعت پائمال نہیں ہونی چاہیئے انہوں نے فرمایا ہے کہ آج علماء نے عورتوں کو کیا دیا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کو علم نہیں! سابق صوبہ سرحد میں علماء نے شریعت بل پاس کروا کر عورتوں کو وراثت دلائی ہے اور کلاچی کے ایک بڑے عالم اس تحریک میں شہید بھی ہوئے اس کے علاوہ یہ کاظمی ایکٹ کیا ہے۔ یہ عورتوں کو مختلف تکالیف کی وجہ سے فسخ نکاح کا دعوےٰ کرنے کی اجازت کا قانون علماء ہی نے تو بنوایا۔

مولانا ہزارویؒ نے مزید فرمایا کہ اگر یہ قانون بنانے والے مخلص ہوتے اور وہ آپ (عورتوں) کی ہمدردی کے لیے دوسری شادی روکنا چاہتے تو ان کو چاہیئے تھا کہ یہ قانون بناتے کہ عورتوں کے خاوند غیر عورتوں کے ساتھ ڈانس نہ کیا کریں۔ کلبوں میں دوسری عورتوں سے محبت نہ کیا کریں۔ چکلوں میں نہ جایا کریں۔ اور ...... گھروں میں بے نکاح داشتائیں نہ رکھا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور پرزور تالیاں) ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ اس لیے کہ جب ایک شخص نے دو نکاح کیے۔ چیئرمین نے رپورٹ کر دی۔ تو عدالت نے فریقین کو بلایا۔" تم نے دوسری شادی کی ہے؟" خاوند نے کہا "نہیں صاحب" کہا گیا اچھا عورت کو بلاؤ۔ عورت کو بلایا گیا۔" کیا تم نے فلاں سے شادی کی ہے؟" اس نے کہا" صاحب کوئی شادی نہیں کی۔" دونوں سے سوال ہُوا کہ" تمہارا نکاح نہیں ہُوا تو پھر رہتے کیسے ہو؟" کہا کہ" یارانہ ہے اور دوستانہ تعلق ہے۔" کہا" اچھا پھر تو خیر ہے جاؤ" ــــ (تالیاں اور قہقہے)۔ تف ہے نکاح ہو تو جرم ہے۔ ایک سال کی قید ہے اگر بیس داشتائیں رکھ لیں تو کوئی عیب اور جرم نہیں ہے یہ قانون عورتوں کی ہمدردی کے لیے نہیں دھوکہ دینے کے لیے بنا ہے اور عورتوں کو بازار میں لانے کے لیے بنا ہے۔

مولانا کی تقریر کا سیل رواں جاری تھا کہ سپیکر نے کہا۔ مولانا صاحب! آرڈر۔ ذرا ٹھہریئے آپ کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: بس دو منٹ دیجئے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ چار سو بے پردہ عورتیں یا دو ہزار عورتیں ملک کی دو کروڑ پردہ نشیں عورتوں کی نمائندہ نہیں ہو سکتیں (ایوان میں تالیوں اور نعرہ ہائے تحسین کا شور اٹھا) اسپیکر: آرڈر آرڈر اور مولانا نے جملہ ممبران سے سوال کیا" میں پوچھتا ہوں کہ آپ کی عورتیں بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں؟ ــ نہیں ہرگز نہیں (آوازیں) مولانا نے فرمایا یہ بے پردہ اور بازاروں میں پھرنے والی عورتیں دو کروڑ پردہ نشیں عورتوں کی نمائندہ قطعاً نہیں ہو سکتیں ــ یہ ان کی نمائندہ نہیں ہیں۔ (ایوان تالیوں سے گونج اٹھا) ــ

ایک موقعہ پر میاں عبداللطیف نے غصّہ میں کہا۔ یہ اسلام کے ٹھیکیدار ہیں اس لیے کہ ان کے پاس داڑھی ہے۔

مولانا ہزاروی: اور آپ کے گلے میں فرنگی کا پھندا ہے۔ سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مولانا صاحب آپ پانی پی لیں۔

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

چودہ اگست

یومِ آزادی

سید امین گیلانی

آج کے دن ہم کو آزادی ملی بیشک ضرور
لیکن اتنی بات اپنے ذہن میں رکھیں ضرور
بن سوئمبر کے کبھی شہزادیاں ملتی نہیں
امتحاں جب تک نہ ہو آزادیاں ملتی نہیں

میں نہیں کہتا! اگر زحمت کبھی کر لیں جناب!
خود بھی پڑھ سکتے ہیں اک انگریز "ہنٹر" کی کتاب
سن اٹھارہ سو ستاون کو چلا تھا قافلہ
وہ سفر کرتا رہا طے، مرحلہ در مرحلہ

اپنی آزادی کی خاطر ہر بلا سہتا رہا
حریت کے راستے کی ہر سزا سہتا رہا
قافلہ چلتا رہا، چلتا رہا، چلتا رہا
خون سے اُن کے، چراغِ حریت جلتا رہا

گردنیں کٹوائیں، گھر لٹوائے، فاقے سہہ لئے
شہر تنگ اُن پر ہوتے تو جنگلوں میں رہ لئے
کون سا تھا ظلم جو اُن پر نہیں ڈھایا گیا
سُولیوں پر اُن کو چوراہوں میں لٹکایا گیا

سینکڑوں ہی ننھی منی جانیں تڑپائی گئیں
بیبیاں ننگے بدن بازار میں لائی گئیں
کون سی آفت تھی جو اُن پر نہیں ڈھائی گئی
عالموں کو کھال خنزیروں کی پہنائی گئی

ظلم انگریزوں کے میں تم سے کروں کیا کیا بیاں
ظالموں نے کاٹ دیں کاریگروں کی انگلیاں

کیا سناؤں تم کو میں جور و ستم کی داستاں
کر دیا آباد اسیروں سے جزیرہ انڈیماں
پڑھ کے ظلم اُن کے دہل جاتے ہیں انسانوں کے دل
راز اگلوانے کو رکھتے برف کی سینے پر سِل

غوطہ دیتے تھے سمندر میں بڑے بوڑھوں کو عام
پوچھتے تھے اس طرح اُن سے وہ ہمرازوں کے نام
پھر کیا جو ظلم ہندو نے وہ تم ہو باخبر
عصمتیں لُوٹیں، بہایا خوں اجاڑے بام و در

قائد اعظم کی محنت کو بالآخر پھل لگا
تم کو پاکستان نامی خطۂ ارضی ملا
تم سمجھتے ہو آسانی سے ہمیں آزادی ملی
اصل میں یہ اُن کی قربانی سے آزادی ملی

تم کو منزل کا نشاں دے کر ہوئے وہ بے نشاں
تم نے منزل پا کے سب قربانیاں کی رائیگاں
سوچ لو تم نے بسر کیسے کئے چونتیس سال
با ضمیر و پوچھ لو اپنے دلوں سے اپنا حال

ہو کے تم آزاد چیرہ دستیاں کرنے لگے
دو ٹکے کیا مل گئے خرمستیاں کرنے لگے
ملک توڑا بھائی نے بھائی کو کاٹا بے دریغ
آہ! شہ رگ بھائی کی بھائی نے رکھی زیر تیغ

محض عہدوں کیلئے پیچاں و گرداں اب بھی ہو
کرسیوں کے واسطے دست و گریباں اب بھی ہو

کام کرنے کی کہاں بس دام کی دُھن ہے تمہیں
خاک محنت ہو سکے آرام کی دُھن ہے تمہیں
اپنے کرتوتوں پر تم کو شرم آنی چاہئے
ڈوب مرنے کو ابھی اشکوں کا پانی چاہئے

اسلام کے ایک مایۂ ناز سپہ سالار

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

تذکرہ اصحاب رسول

خالد بن ولیدؓ آغاز اسلام کے مشہور سپہ سالاروں میں ہیں آپ کے مقابلے میں صرف دو ہی شخصیتوں کو لایا جا سکتا ہے یعنی عمرو بن عاصؓ اور سعد بن وقاصؓ آپ کا اصلی نام خالدؓ تھا ابو سلیمان کنیت۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ خالد بن ولید ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزومی۔ آپکی والدہ کا نام لبابہ تھا۔ جو ام المومنین حضرت میمونہ کی قریبی رشتہ دار تھیں عقد الفرید کے مطابق قبہ اور عانہ کے عہدے انہیں کے خاندان میں تھے۔ استیعاب کے مطابق ظہور اسلام کے وقت خالدؓ اس عہدے پر تھے، غزوۂ احد میں مشرکین کی طرف سے آپؓ بڑی شجاعت سے لڑے تھے۔

آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت احمد بن حنبل کی ہے غالباً ۶ اور ۸ ہجری کے درمیان آپ نے اسلام قبول کیا یہ عجیب واقعہ تھا فاتح شام اور فاتح مصر ایک ہی ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے مدینہ ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

رائج الوقت جنگ کا طریقہ

حضرت خالد بن ولیدؓ رائج الوقت جنگ سے پوری طرح واقفیت رکھتے تھے ان کی جنگوں سے یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ انہوں نے رومن اور ایران کے جنگی طریقوں کا وسیع مطالعہ کیا تھا اور ان کے فوجی نظاموں کے نقائص اور خوبیوں کو بہت اچھی طرح سمجھا تھا۔ یونانی فاتح سکندر اعظم اور یورپ کے فاتح نپولین کی طرح وہ فوج کی تعداد کے بجائے فوجی نظم اور اس کو زیادہ سے زیادہ متحرک بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ خالد نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ رومن فوج میں حرکت کی کمی ہے کیونکہ رومن فوج کا ساز و سامان بہت بھاری ہوتا تھا اور وہ زرہ بکتر اور وزنی خود استعمال کرتے تھے۔ خالدؓ نے اپنے فوجی سواروں کے سامان کو زیادہ سے زیادہ ہلکا کرنے کی کوشش کی بعض اوقات تو گھوڑوں سے زینیں بھی اتار دی جاتی تھیں جس کے نتیجہ میں آپؓ کی فوج نہایت ہی سبک رفتار بن جاتی تھی تیزی سے حملہ کر سکتی تھی اور رُخ بدل سکتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جنگوں میں خالدؓ دشمن کے پیچھے پہنچکر اس کو گھیرے میں لے لیتے تھے۔

خالد بن ولیدؓ اپنی فوج کو کبھی کبھی بہت زیادہ حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جنگ یرموک میں آپؓ نے اپنی فوج کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اس جنگ میں دشمن کی تعداد بہت کثیر تھی اور ایک سپاہی نے کہہ بھی دیا تھا کہ رومیوں کے مقابلے میں ہماری تعداد بہت کم ہے لیکن خالد کو دشمن کی کمزوریوں کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا ان کو پہلے ہی سے یقین تھا کہ دشمن ان کے طریقوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ جنگ میں سپہ سالار کی خود اعتمادی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ خالدؓ کی یہ ایک سب سے بڑی خصوصیت تھی۔ وہ تو ایسی حالت میں بھی ہمت نہیں ہارتے تھے کہ جب شکست کا پورا یقین ہو جاتا تھا۔ غزوہ موتہ کی جنگ میں جس فنی قابلیت کے ساتھ انہوں نے اپنی فوج کو نرغے سے نکالا ہے وہ حرب کی تاریخ میں ہمیشہ ایک مثال رہے گی۔

۷ویں صدی کے سپہ سالار میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو موجودہ دور کے سپہ سالاروں کے لیے بھی باعث رشک ہو سکتی ہیں، آپ میدانِ جنگ کے جغرافیہ پر بھی پوری نظر رکھتے تھے، جنگ کسکر میں آپ نے ساحل کی قربت اور زمین کی نشیبی سے پورا فائدہ اٹھایا تھا، نشیبی زمین میں آپ نے کافی فوج محفوظ کر دی تھی جب جنگ شباب پر پہنچ گئی تو

اس چھپی ہوئی فوج نے یکایک حملہ کر دیا اور دشمن کی فتح کو شکست میں بدل دیا۔ خالدؓ محفوظ دستوں سے جنگ میں بہت کام لیتے تھے، انہوں نے کبھی اپنی فوج کو جنگ کے تنور میں نہ جھونکا، وہ تیز اور یکایک حملوں میں (SHOCK TAKTIES) کے ماہر تھے۔ نپولین نے ایک دفعہ کہا تھا کہ جنگ میں جسمانی طاقت مادی ذرائع ہی جنگ کا فیصلہ نہیں کرتے جنگ کے فیصلے کا انحصار سپہ سالاروں کی سوجھ بوجھ، استقلال اور خود اعتمادی پر ہوتا ہے خالدؓ کی جنگوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے کہ خالدؓ میں ایک ماہر سپہ سالار کی بدرجہ اتم تمام خوبیاں موجود تھیں، عرب فوج کو ان کی سب سے بڑی دین وہ طریقۂ جنگ تھا جس کی خصوصیات فوج کی مناسبت تقسیم فوج کی سبک رفتاری یکایک حملے وغیرہ

خالد ایک صحابی صحابی تھے ہر مسلمان کی نظر میں ان کا ایک خاص احترام ہے لیکن اس احترام کو اگر الگ بھی کر دیا جائے اور ایک غیر مذہب والے کے سامنے ان کی شخصیت کو پیش کیا جائے اور اس کی رائے طلب کی جاوے تو فیصلہ یہی ہوگا کہ خالدؓ ایک قابل سالار ہی نہ تھے بلکہ سالاروں کے سالار تھے۔ یورپی مورخین اور ماہر جنگ حضرات بھی خالدؓ کو ایک قابل جنرل تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت خالدؓ کی جنگی قابلیت کا سب نے اعتراف کیا لیکن سب سے بڑا اعتراف یہ تھا کہ خود خدا اور رسول کی طرف سے آپؓ کو سیف اللہ کا خطاب ملا۔

جنگی کارنامے

(۱) اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے آپ غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے اس جنگ میں یکے بعد دیگرے ۳ سپہ سالار شہید ہوئے۔ زیدؓ جعفرؓ اور عبد اللہؓ۔ آخر میں آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق خالدؓ نے علم سنبھالا، ۳ سپہ سالاروں کی شہادت سے اسلامی فوج بددل ہو چکی تھی لیکن خالدؓ نے ان خراب حالات میں بھی اپنی جنگی قابلیت سے فوج کو دشمن کے نرغے سے نکال دیا اور اس مستعدی سے جنگ کی کہ یکے بعد دیگرے ۹ تلواریں ٹوٹیں اس کے صلے میں آپ کو سیف اللہ کا خطاب آنحضرت کی طرف سے عطا ہوا تھا۔

(۲) فتح مکہ میں آپ میمنہ کے افسر تھے۔

(۳) غزوۂ حنین میں بنو سلیم کا قبیلہ مقدمۃ الجیش تھا، خالدؓ اس کے سالار تھے اس جنگ میں آپ بڑی دلیری سے لڑے اور بہت زخمی ہو گئے، اسد الغابہ کے مطابق آنحضرت آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے زخموں پر دم کیا۔

(۴) جنگ کسکر میں کسکر کے تمام دہقانی اور آس پاس کے تمام عرب بھی ایرانیوں کی حمایت میں اپنی اپنی فوجیں لیکر، اندرازغر کے قریب آکر خیمہ زن ہوئے۔ خالد کو خبر ملی تو سوید بن مقرن کو ایک دستہ پر مامور کر کے ضروری ہدایات دے کر پیچھے چھوڑا اور خود بڑھکر مورچہ بندی میں مصروف ہو گئے اور ساحل کی قربت سے فائدہ اٹھاکر نشیبی زمین میں کچھ فوج چھپا دی، اس نظام کے بعد جنگ چھڑ گئی دیر تک جنگ جاری رہی، جب فریقین تھکنے لگے تو مسلمان کمین گاہوں سے نکل کر دشمن پر ٹوٹ پڑے، اس اچانک حملے نے ایرانیوں کے پیر اکھاڑ دیے، خالدؓ کی تدبیر سے اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی

(۵) دومتہ الجندل میں ہمیشہ سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوا کرتی تھیں اس کو ختم کرنے کے لیے حضرت خالدؓ اور عیاضؓ نے دو سمتوں سے دومتہ الجندل کا محاصرہ کر لیا جودی کی فوج میں متعدد افسر تھے سب نے ملکر حملہ کیا حضرت خالدؓ نے خود جودی کو قتل کیا اور قلعہ کا پھاٹک اکھاڑ کے اندر گھس گئے اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

(۶) دمشق کی جنگ میں امیر فوج ابو عبیدہؓ نے تین سمتوں سے دمشق کا محاصرہ کیا۔ ایک سمت خالدؓ معمور ہوئے، ۳ ماہ تک مکمل محاصرہ رہا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا اسی درمیان ایک روز دمشق کے پادری کے گھر لڑکا پیدا ہوا اس جشن میں سب اہل دمشق شراب کے نشہ میں ایسے بدمست ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی، حضرت خالد دورانِ جنگ میں اکثر راتوں کو سوتے نہ تھے بلکہ انتظام فوج اور دشمنوں کی سراغ رسانی میں رہا کرتے تھے۔ آپؓ کو اس واقعہ کی خبر ملی، چنانچہ فوج کو یہ ہدایت دیکر کہ تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر پناہ کے پھاٹک پر حملہ کر دینا اور خود چند آدمیوں کو لیکر شہر پناہ کی دیوار کے اس پار اتر گئے اور پھاٹک کے چوکیدار کو قتل کر کے پھاٹک کا قفل توڑ کر نعرہ تکبیر لگایا، اس طرح خالد کی قیادت اور عمدہ کارکردگی و عقلمندی سے دمشق فتح ہوا۔

(۷) جنگ یرموک میں رومیوں کا ۲ لاکھ ٹڈی دل لشکر مسلمانوں کے مقابلے میں آیا اس کے مقابلے کے لیے بھی حضرت خالد مامور ہوئے، رومیوں کے جوش و خروش کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ گوشہ نشین راہب و قسیس اپنی اپنی خانقاہوں سے نکل کر مذہب کا واسطہ دلا دلا کر رومیوں میں

جوش پیدا کر رہے تھے۔ حضرت خالد نے اس عظیم الشان جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، اپنی فوج کو جدید طرز سے ۳۶ حصوں میں تقسیم کر کے سب پر الگ الگ افسر مقرر کئے اور جہاد پر نہایت ولولہ انگیز تقریر کی۔ اتفاق سے ایک مسلمان کے منہ سے نکل گیا کہ رومیوں کے مقابلہ میں ہماری تعداد بہت کم ہے' خالد غضبناک ہو کر بولے ــ "فتح و شکست لتعداد کی قلت وکثرت پر نہیں بلکہ تائید ایزدی پر ہے"۔ اس جنگ کا سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا، آخر میں حضرت خالدؓ کو فتح حاصل ہوئی۔

(۸) یرموک کی فتح کے بعد حضرت خالد مقام حاضر کی طرف بڑھے اور رومیوں کی فوج سے نبرد آزما ہوئے اور شکست فاش دی۔

(۹) ۱۶ھ میں حمص کے باشندے باغی ہو گئے لیکن ابو عبیدہؓ و حضرت خالد کی بروقت توجہ سے بغاوت بہت جلد فرو ہو گئی اور حضرت خالد کی بدولت ملک شام کے پورے علاقہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اختتام

خالد بن ولیدؓ کی فتوحات سے عام مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ان کی وجہ سے فتوحات ہوئی ہیں لہٰذا حضرت عمر نے حضرت خالد کو معزول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلامی فتوحات کا انحصار شخصیتوں پر نہیں بلکہ اسلام کے پیدا کردہ جوش و جذبے پر ہے پھر حضرت عمر نے تمام ممالک محروسہ کو فرامین بھیجے جن میں بصراحت اس بات کو ظاہر کیا تھا کہ میں نے خالد کو محض اس لیے معزول قرار دیا ہے کہ مسلمان فتوحات کو ان سے وابستہ نہ سمجھ لیں اور اسلام میں شخصیت پرستی پیدا نہ ہو جائے۔

حضرت خالد کے جذبۂ جہاد اور خلوص دل کا یہ عالم تھا کہ مجمع عام میں آپ کو اس طرح معزول کیا گیا کہ ٹوپی اتار لی گئی اور عمامہ گلے میں ڈالا گیا لیکن اسلام کے اس عظیم فرزند کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔

● خلیفہ مکتفی باللہ نے حضرت جنیدؒ کو دربار میں بلا کر نہایت عزت و تکریم کی اور پھر پوچھا کہ اپنی کوئی خواہش بیان فرمائیے کہ میں پوری کر سکوں۔ آپ نے کہا۔ صرف یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں اور پھر کبھی یاد نہ کریں۔

بقیہ: مولانا غلام غوث ہزاروی

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب مجھے پیاس نہیں ہے۔ پیاس انہیں لگی ہے جو سن نہیں سکتے۔ آپ لچر اور تاریخی جھوٹ تو سن سکتے ہیں اس کا جواب نہیں سن سکتے سپیکر نے پھر کہا آپ کے دو منٹ ختم ہو چکے ہیں۔ سردار ڈوڈا خاں: مولانا کو اور وقت دیجئے۔ سپیکر: نو۔ نو۔ ایوان میں شور اٹھا مولانا کو مزید وقت ضرور دیجئے۔

سپیکر: آپ میرے فرائض میں مداخلت بالکل نہ کریں۔ میں بالکل وقت نہیں دونگا وقت ختم ہو چکا ہے۔ سپیکر کی رولنگ کے خلاف حزب اقتدار و حزبِ اختلاف کے بیشتر اراکین احتجاجا واک آؤٹ کر گئے۔

سردار ڈوڈا خاں نے اعلان کیا میں اپنا وقت مولانا صاحب کو دینا چاہتا ہوں۔ سپیکر نے پندرہ منٹ کے لیے اجلاس ملتوی کر دیا۔ ارکان واپس آئے تو کورم پورا ہو کر اجلاس دوبارہ شروع ہوا مولانا مزید تقریر کرتے تو ووٹنگ کا ٹائم نہ رہتا اور گرم لوہا پھر ٹھنڈا ہو جاتا۔ مولانا واپس ایوان میں تشریف لائے تو ارکان اسمبلی نے پرزور تالیاں بجا کر مولانا کا استقبال کیا اور تقریر کے لیے سپیکر نے مزید دس منٹ بھی دے دیئے مگر تمام اراکین کے مطالبے پر قرار داد پر ووٹنگ ہوئی تو تین عورتوں اور ایک مرد کے سوا سب نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیا اور اسلام کے لیے قائم ہونے والے پاکستان کے کسی سرکاری ایوان میں پہلی بار شریعت اسلامیہ کی بالا دستی کا جھنڈا لہرایا اور اس کامیابی کا کریڈٹ اور قیادت کی سعادت دار العلوم دیوبند کے ایک فرزند جلیل مولانا غلام غوث ہزاروی کے حصہ میں آئی۔ یقیناً اس سے مسرور ہو کر اعلےٰ علیین میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی پاک روحوں نے بارگاہ قدس میں سجدۂ حمد و شکر ادا کیا ہو گا: ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دعاء مغفرت

○ ضلع سرگودھا کے معروف عالم دین حضرت مولانا مولابخش صاحب آف بھاوریاں گذشتہ جمعرات انتقال فرما گئے مرحوم دار العلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے تھے۔ انتہائی مخلص، خدا ترس اور بے کس و بے سہارا لوگوں کے بہی خواہ فالج کے مریض تھے سال بھر سے زبان بند تھی۔ جمعرات کو زور زور سے کلمہ پڑھنے لگے حتیٰ کہ گلی میں آوازیں سنی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ بھاوریاں کی تاریخ میں ایسے جنازے کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی دینی خدمات کا سارا علاقہ گواہ ہے۔ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے مدتوں امیر رہے ایسے افراد خال خال دنیا میں آتے ہیں اللہ تعالےٰ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ آپ سے فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ ہمارے ایک بڑے مخلص دوست محمد یونس صاحب راولپنڈی کا ۲۲ سالہ جوان اور ہونہار بچہ دریائے سواں میں بہہ گیا چوبیس گھنٹہ بعد نعش ملی۔ والدین و اعزہ کے لئے یہ صدمہ بہت سخت ہے۔ اللہ تعالےٰ آں عزیز کو شہادت کے اجر سے سرفراز فرما کر لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

○ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی ضلع سرگودھا کے بانی حکیم شریف الدین صاحب مرحوم (خادم حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ) کی اہلیہ گذشتہ ہفتہ انتقال کر گئیں۔ مرحومہ بھی حضرت مدنیؒ سے بیعت تھیں۔ بہت نیک، خدا ترس خاتون تھیں اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے بچوں کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

○ ہمارے پرانے قاری اور کالعدم مجلس احرار اسلام کے مخلص درکر علامہ سلطان احمد صاحب کی اہلیہ طویل بیماری کے بعد دو روز قبل انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے کر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

بچوں کا صفحہ

اسلام اور آج کا مسلمان

ایک بچّے کے دلی جذبات

حبیب اللہ، نبیرہ حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز

آج سے چودہ سو سال پہلے جب ہر طرف کفر کی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور سلامتی کی راہ مل جائے۔ انسانیت برہنہ پا ہو چکی تھی۔ ایک معمولی اونٹنی کے لئے سالوں انسانی خون بہانے پر فخر کیا جاتا تھا۔ خدا کا خلیفہ لات و منات کے سامنے سربسجود تھا۔ انسانی اقدار دم توڑ چکی تھیں، بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا، کسی کی عزت محفوظ نہ تھی۔ شرافت اور نیکی ڈھونڈے سے ملنی مشکل تھی۔

ان حالات میں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم تشریف لائے۔ اور اسلام کی روشنی سے پوری دنیا کو منوّر کیا۔ اسلام نے عورت کے مقام کو بلند کیا اور اتنا بلند کیا کہ جنّت کو ماں کے قدموں تلے رکھ دیا۔ انسان کو اتنا وقار دیا کہ اشرف المخلوقات بنا دیا۔ ظلم و ناانصافی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

اسلام کی وجہ سے ہدایت کی روشنی تمام دنیا میں پھیل گئی۔ انسان ایک دوسرے کے لئے امن و آشتی کا پیامبر بن گیا کچھ لوگ اس نئے مذہب کی وجہ سے نعوذ باللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنانے لگے تو کچھ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسلام نے امیر سے لے کر غریب تک، شاہ سے لے کر گدا تک اور راعی سے لے کر رعایا تک سبھی کی مشکلات کا حل پیش کیا اور ایک دوسرے سے ہمدردی سکھائی۔

اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ مدینے کی گلیوں میں زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ لینے والوں کو ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ لیکن کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

اسلام کی فتح اور کامرانی کے پرچم روم اور فارس پر لہرانے لگے۔ مسلمانوں نے ساری دنیا سے اپنی امانت اور دیانت کا لوہا منوا لیا۔ جب تک مسلمانوں نے اسلام اور قرآن کو تھامے رکھا۔ اللہ نے انہیں سرخرو رکھا۔

لیکن آج کے مسلمان کی تصویر بالکل برعکس ہے۔ کون سی ایسی برائی ہے جو ہمارے ہاں موجود نہیں ہے؟ ہر انسان خواہ وہ امیر ہے یا غریب۔ چھوٹا ہے یا بڑا، کسان ہے یا مزدور عجیب پریشانی اور خوف و ہراس کی زندگی بسر کر رہا ہے ہر انسان دوسرے کا دشمن ہے۔ ہمدردی اور الفت نام کی کوئی چیز ملنا مشکل ہے، انسانی اقدار دم توڑ چکی ہیں اور زندگی اپنی حقیقی قدر و قیمت کھو چکی ہے ؎

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انسان نوعِ انسان کا شکاری ہے

اسلام اور قرآن کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے کی وجہ سے مسلمان آج پوری دنیا میں ذلیل و خوار ہے مسلمانوں کا قبلۂ اوّل بیت المقدس اسی لئے ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ کہ ہم نے خالد بن ولید کی طرح اسلام کی روح یعنی جہاد سے منہ موڑ لیا۔ مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہو گیا لیکن ہم ٹس سے مس نہ ہوئے، فلسطین، افغانستان اور ہندوستان میں مسلمان انتہائی تنگی اور پریشان کن صورتِ حال سے دوچار ہیں لیکن کسی مسلمان کو کبھی اپنے بھائیوں کے لئے سوچنے کی توفیق

(باقی پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہے۔ (مینجر)

دار التصنیف جامعہ اشرفیہ پشاور کی مطبوعات

"جامعہ اشرفیہ" پشاور کا نہایت اہم تعلیمی و تدریسی ادارہ ہے۔ اس ادارہ کے ارباب حل و عقد نے ایک ذیلی شعبہ "دار التصنیف جامعہ اشرفیہ" کے نام سے قائم کیا ہے تاکہ تحریر و تصنیف کے اس دور میں اسلامی تعلیمات پر ٹھوس لٹریچر عوام کو فراہم کیا جا سکے۔ اس وقت اس ادارہ کی درج ذیل تصانیف ہمارے سامنے ہیں (۱) تعلیمات اسلام حصہ اول (بڑی تقطیع ۲۶۴ صفحات مضبوط جلد) (۲) الدعوت الی الخیر (چھوٹی تقطیع ۲۵۶ صفحات خوبصورت جلد) (۳) مناسک حج (چھوٹی تقطیع ۲۳۳ صفحات خوبصورت جلد) (۴) سفرنامہ حجاز (۴۰ صفحات (۵) ردِ بدعت (۶۴ صفحات) (۶) نماز حنفی (پاکٹ سائز ۱۹۲ صفحات) ان میں سے دوسری کتاب (الدعوت الی الخیر) تو مدرسہ کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف قریشی کے قلم سے ہے جبکہ باقی کتابیں مولانا محمد اشرف علی قریشی جو مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ادارہ کے ماہنامہ رسالہ "صدائے اسلام" کے ایڈیٹر بھی ہیں کے قلم سے ہیں۔ پہلی کتاب مصنّف کے خطبات و مقالات کا خوبصورت کشکول ہے جس میں عقائد سے لے کر معاشرت تک مختلف معاملات میں اسلامی تعلیمات کو خوبصورت طریقے سے پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی حکایات سے کتاب کو مزیّن کیا گیا ہے۔

دوسری کتاب (الدعوت الی الخیر) دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اللہ کی توحید، ذکرِ رسالت، نصائح، سیرت و سوانح، اخلاقی مضامین، اتحاد و اخوت، احکام و مسائل، فضائل و احکام اور سیاسیات و آثار پر نہایت قیمتی مقالات اس کتاب میں شامل ہیں۔

تیسری کتاب حج جیسے اسلام کے بنیادی رکن سے متعلق تفصیلی مسائل اور مقاماتِ متبرکہ کی تعیین و تفصیل پر مشتمل ہے جو اس سفر میں جانے والوں کے لئے نادر تحفہ ہے۔

چوتھی کتاب مصنف نے اپنے عمرہ کے سفر کی روئیداد کے طور پر لکھی ہے جس میں دلچسپی بھی ہے اور قیمتی معلومات بھی۔

پانچویں کتاب نام سے ظاہر ہے بدعات کے رد میں ہے ــــــ بدعت سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق تاریکی و ظلمت ہے۔ جس کا نتیجہ جہنم کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس ظلمت و تاریکی سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے۔ عوام کے لئے بہت اہم۔

چھٹی کتاب نماز جیسے اہم فریضہ کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

ہر کتاب میں صاحب کتاب کا خلوص ٹپکتا ہے۔ بقدر ہمت ظاہری حسن کو نکھارنے کی کوشش کی گئی ہے قیمت بالترتیب ۲۵/- ، ۱۵/- ، ۱۰/- ، ۵/- ، ۵/- ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہل ذوق اس ادارہ کی زیادہ سے زیادہ سرپرستی فرمائیں گے اور ان کتابوں کو حاصل کر کے ان سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

مکمل پتہ: دار التصنیف جامعہ اشرفیہ علامہ عبدالودود قریشی روڈ، پشاور

سیرتِ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم

از صوفی غلام محمد صاحب

قیمت: ۱۵/- روپے

ملنے کا پتہ :- اسلامک اکیڈیمی ہوڑہ بلڈنگ ، نیا دروازہ لاہور

جناب سرور کائنات علیہ السلام کی سیرت مطہرہ پر دنیا کی ہر زبان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس ذات اقدس و اطہر فداہ ارواحنا و انفسنا کی سیرت نگاری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ انہی سعادت مند حضرات میں سے ایک صاحب صوفی غلام محمد صاحب ہیں جو علیگڑھ اور پشاور یونیورسٹیوں کے گریجویٹ اور صاحب دل اہل قلم ہیں۔ آپ نے کتاب اس انداز سے ترتیب دی ہے کہ عملی زندگی میں آپ کی کیا ہدایات ہیں اور ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیئے؟

ہمارے خیال میں اس عنوان سے بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں اس لئے فاضل مصنف ملّت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مختصر اور خوبصورت کتاب ابتداء میں ہی بچوں کو پڑھا دی جائے تو ان کی تعمیرِ سیرت پر بڑا اچھا اور خوشگوار اثر پڑیگا۔

فاضل مصنف اور ناشر مستحق تبریک ہیں —— امید ہے کہ اہل دل حضرات کتاب کو جلد از جلد حاصل کریں گے۔

بقیہ : بچوں کا صفحہ

نہیں ہوئی لیکن وہ وقت تھا کہ ایک عورت کی پکار اور فریاد سن کر محمد بن قاسم "برق و باراں" بن کر ظلم پر ٹوٹ پڑا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھا جب تک اس عورت پر ہونے والے ظلم کا بدلہ نہیں لے لیا۔ آج ہماری ہزاروں مائیں اور بہنیں ہندوؤں اور سکھوں کے قبضہ میں ظلم سہہ رہی ہیں لیکن ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اگر یہی حالت رہی۔ اور ہم خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو ڈر ہے کہ خدا کا قہر نازل نہ ہو جائے۔

قومِ ثمود پر خدا کا عذاب اسی لئے نازل ہؤا کہ اس نے خدا کے حکموں کی تعمیل کرنا چھوڑ دی تھی قومِ نوح اسی لئے تباہ و برباد ہوئی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرنے لگی تھی۔

اگر ہم نے یہ عادات نہ چھوڑیں اور خدا اور رسول کے حکموں کے اسی طرح خلاف چلتے رہے تو ڈر ہے کہ ہم پہلی قوموں کی طرح عبرت کا نشان نہ بنا دئے جائیں۔ بچاؤ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم سچے اور کھرے محمدی مسلمان بن جائیں۔ قرآن کے سنہرے اصولوں کو اپنائیں، اور اپنی زندگیاں سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بنائیں۔ اگر آج بھی ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں تو آج بھی دنیا میں اپنی برتری کے ڈنکے بجا سکتے ہیں —— اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی سچی اور عملی تصویر بنائے۔ آمین!

دہر کے سلطاں، فقر پہ نازاں صلّی اللہ علیہ وسلّم

سیّد عطاء الرحمان جعفری بی اے (آنرز)

رحمتِ یزداں، مہبطِ قرآں صلی اللہ علیہ وسلم
قبلۂ ایماں، کعبۂ ارماں صلی اللہ علیہ وسلم

معدنِ احساں، کانِ سخاوت، چشمۂ عرفاں، بحرِ ہدایت
غم کے مداوا، درد کے درماں صلی اللہ علیہ وسلم

خُلقِ عظیم اور شان نرالی، ذاتِ کریم اور عیب سے خالی
ساقیٔ کوثر، ہادیٔ دوراں صلی اللہ علیہ وسلم

درد و الم کے مونس و ہمدم، کون و مکاں کے مصلحِ اعظم
دہر کے سلطاں، فقر پہ نازاں صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کی نبوّت سب سے افضل، انکی شریعت کامل و اکمل
کُفر ہے اُن کے نام سے لرزاں صلی اللہ علیہ وسلم

نغمۂ وحدت سب کو سنایا، رازِ حقیقت سب کو بتایا
مشکلیں کر دیں دہر کی آساں صلی اللہ علیہ وسلم

جنّ و بشر پہ اُنؐ کا احساں شمس و قمر میں ہیں وہی تاباں
کیوں نہ عطاؔ ہو اُنؐ کا ثنا خواں صلی اللہ علیہ وسلم

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۴۰۶
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۳ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۴/۹/۶۷ - ۲۰ D-D-A9 - ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو ۲ ۱۵۳۱۰/۴۰/۶ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء
قرآن پاک
پڑھئے — عمل کیجئے
— اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے
بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد
حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم و محشیٰ
قرآن عزیز
خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
قسم اعلیٰ ۲۰۰/- روپے قسم اوّل ۸۲/- روپے قسم دوم ۵/- روپے قسم سوم ۵۰/- روپے
ناشر
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور